چار جوابوں کے مقابلہ میں پرویا ہوا ہار

اَلقِلَادَۃُ المُرَصَّعَۃُ فِی نَحرِ الاَجوِبَۃِ الاَربَعَۃِ

۱۳۱۲ھ

تصنیف لطیف:۔

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمۃ

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰحضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

اَلْقِلَادَۃُ الْمُرَصَّعَۃُ فِیْ نَحْرِ الْاَجْوِبَۃِ الْاَرْبَعَۃِ

(چار جوابوں کے مقابلہ میں پرویا ہُوا ہار)

(مولوی اشرفعلی تھانوی کے چار فتووں کا رَدِّ بلیغ)

مسئلہ ۶۶۲ تا ۶۶۵: از کانپور بازار میدہ دکان نور بخش و محمد سلیم مرسلہ مولوی محمد شفیع الدین صاحب نگینوی تلمیذ مولوی احمد حسن صاحب کانپوری ۱۶ صفر ۱۳۱۲ھ

www.alahazratnetwork.org

بخدمت مجمع کمالاتِ عقلیہ و نقلیہ جناب احمد رضا خاں صاحب دامت افضالہم السلام علیکم، ایک استفتا خدمت شریف میں ارسال ہے پہلا جواب مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا تھا دوسرا جواب مولوی قاسم علی مراد آبادی نے لکھا ہے چونکہ دونوں جوابوں میں تخالف ہے لہذا ارسال خدمت شریف میں کیا گیا ہے جو جواب صحیح ہو اُس کو مُہر و دستخط سے مزین فرمائیں، اگر دونوں جواب خلافِ تحقیق ہیں تو جناب علیحدہ جواب مع حوالۂ کتب تحریر فرمائیں ماجوابکم ایہا العلماء رحمکم اللہ تعالٰی (اے علماء رحمکم اللہ تعالٰی! تمہارا جواب اس سلسلہ میں کیا ہے؟۔ت) ان مسئلوں میں کہ:

(۱) ایک شخص اپنے ایک پَیر سے معذور ہے چونکہ اس کو شب کو دوبارہ مسجد میں آنے سے تکلیف ہوتی ہے تو وہ شخص مسجد میں قبل اذان و جماعت کے اپنی نمازِ عشا ہمراہ ایک شخص کے اقامت کہہ کر پڑھ لیتا ہے پس شخص مذکور کو جماعت کا ثواب ہوگا یا نہ۔ اور جو جماعت مع اذان کے بعد کو ہوگی اُس میں کچھ کراہت ہوگی یا نہ؟

(۲) ہمراہ شخص مذکور کے جو نماز پڑھتا ہے تو بعد والی جماعت بسبب فوت ہونے تہجد کے ترک کرتا ہے جائز ہے یا نہ؟

(۳) ایک شخص ہمیشہ قیلولہ اس طرح کرتا ہے کہ اُس کی ظہر کی جماعت اولٰی ترک ہوجاتی ہے اور عذر اُس کا خوف فوت تہجد ہے جائز ہے یا نہ؟

(۴) چند شخصوں کو کوئی ضرورت درپیش ہے وہ چند شخص قبل اذان وجماعت اپنی نماز جماعت سے مسجد میں پڑھیں جائز ہے یا نہ؟ بینوا توجروا

جوابِ کان پور

جوابِ سوالِ اوّل: نفسِ جماعت کا ثواب ملے گا مگر جماعتِ اولیٰ کی فضیلت سے محروم رہے گا، جماعتِ اولیٰ وہی ہوگی جو اذان واقامت سے اس کے بعد ہوگی اور اس میں کچھ کراہت نہیں ہے۔

جوابِ سوالِ دوم: خوف فوتِ تہجد ترکِ جماعت اولیٰ میں عذر نہیں ہے۔

جوابِ سوالِ سوم: یہ عذر ترکِ جماعتِ ظہر نہیں ہوسکتا۔

جوابِ سوالِ چہارم: ضرورتِ شدیدہ میں ترکِ جماعتِ اولیٰ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد اشرف علی عفی عنہ

اشرف علی ۱۳۰۰ از گروہِ اولیا

جوابِ مراد آباد

www.alahazratnetwork.org

جوابِ سوالِ اوّل کا یہ ہے کہ شخص مندرجہ سوال کا جماعت کرنا مکروہ تحریمہ ہے ثواب جماعت اصلاً نہ ہوگا اس لئے کہ اوّلاً تو معذور ہے جماعت ساقط ہے بلکہ بلا جماعت امید حصول ثواب بوجہ معذوری کے ہے کما فی الھندیۃ وتسقط الجماعۃ بالاعذار حتی لاتجب علی المریض والمقعد والزمن ومقطوع الید والرجل من خلاف والمفلوج الذی لایستطیع المشی والشیخ الکبیر العاجز اوکان قیما لمریض اویخاف ضیاع مالہ[1] انتہی ملخصا۔ (جیسا کہ ہندیہ میں ہے عذر کی وجہ سے جماعت ساقط ہوجاتی ہے حتی کہ مریض، بیٹھ کر چلنے والے، لُولے اور جس کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت کٹے ہوئے ہوں، ایسا فالج زدہ جو چلنے کی طاقت نہ رکھتا ہو، نہایت ہی عاجز بوڑھا یا وہ شخص کسی بیمار کا نگہبان ہو یا اپنے مال کے ضیاع کا خطرہ ہو ان سب افراد پر جماعت واجب نہیں انتہی ملخصا۔ت)

ومعھذا (اور اس کے باوجود۔ت) اُس شخص کا بغیر اذان واقامت کے جماعت کرنا علی الخصوص ایسے شخص کے ساتھ کہ وہ شرعاً معذور نہیں ہے موجب کراہت تحریمہ کا ہے۔ چنانچہ فتاوٰی عالمگیری میں

---

[1] فتاوٰی ہندیہ الفصل الاول فی الجماعۃ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۸۳

لکھا ہے:

ویکرہ اداء المکتوبۃ بالجماعۃ فی المسجد بغیر اذان واقامۃ۔[1]

مسجد میں فرض نماز بغیر اذان واقامت باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے۔ (ت)

ونیز درانست (نیز اسی میں ہے۔ت):

الاذان سنۃ لاداء المکتوبۃ بالجماعۃ وقیل انہ واجب الصحیح انہ سنۃ مؤکدۃ۔[2]

باجماعت فرض نماز کی ادائیگی کے لئے اذان سنّت ہے اور بعض نے اسے واجب کہا ہے صحیح یہ ہے کہ یہ سنّتِ مؤکدہ ہے (ت)

پس حصول ثواب نفس جماعت کہاں بلکہ بوجہ ترک سنّتِ مؤکدہ کے موجب معصیت ہے۔

کما قال العلامۃ الشامی صرح العلامۃ ابن نجیم فی رسالتہ المؤلفۃ فی بیان المعاصی بان کل مکروہ تحریما من الصغائر[3] وصرح ایضا بانھم شرطوا لاسقاط العدالۃ بالصغیرۃ الادمان علیھا۔[4]

جیساکہ علامہ شامی نے فرمایا علامہ ابن نجیم نے اپنے اس رسالہ میں جو انہوں نے بیانِ معاصی میں تحریر کیا ہے فرمایا: ہر مکروہ تحریمی صغائر میں سے ہے، اور یہ بھی تصریح کی ہے کہ اہلِ علم نے صغیرہ کے سبب اسقاطِ عدالت کے لئے اس پر ہمیشگی کو شرط قرار دیا ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

اور جو جماعت بعد کو مع اذان ہوگی وہ بلاکراہت ہوگی کما مر (جیسا کہ گزرا۔ت) فقط

جواب سوالِ دوم کا یہ ہے کہ جواب سوال اوّل سے بخوبی مبرہن ہوگیا کہ شرعاً یہ جماعت مکروہِ تحریمہ ہے پس دوسرے شخص کا اُس معذور کے ساتھ قبل اذان کے بخوف فوت نماز تہجد کے نماز پڑھنا ترک کرنا جماعت کا ہے اور ترکِ جماعت کہ سنّتِ مؤکدہ قریب واجب کے ہے واسطے ادائے صلوٰۃ تہجد کے کہ مستحب ہے درست نہیں اس واسطے کہ ترکِ سنّت معصیت ہے برخلاف امر مندوب کہ وہ معصیت نہیں، درمختار میں لکھا ہے:

ومن المندوبات رکعتا السفر والقدوم منہ

سفر پر جانے اور اس سے واپسی پر دو رکعت اور

---

[1] فتاوٰی ہندیہ الفصل الاول فی صفتہ واحوال المؤذن مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۵۴

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۱/۵۳

[3] ردالمحتار مطلب المکروہ تحریمی من الصغائر الخ 〃 مصطفی البابی مصر ۱/۳۳۷

[4] 〃 〃 〃 〃 〃 〃

وصلوٰۃ اللیل[1]۔ رات کی نماز مندوبات سے ہے۔ (ت)

علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

قال فی البحرالذی یظھر من کلام اھل المذھب ان الاثم منوط بترك الواجب او السنۃ المؤکدۃ علی الصحیح لتصریحھم بان من ترك سنن الصلوات الخمس قیل لایأثم والصحیح انہ یأثم وتصریحھم بالاثم لمن ترك الجماعۃ مع انھا سنۃ مؤکدۃ علی الصحیح[2]۔ فقط

بحر میں ہے کہ اہل مذہب کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحیح مذہب پر گناہ تب ہوگا جب ترکِ واجب یا ترکِ سنتِ مؤکدہ ہو کیونکہ علماء کی تصریح ہے جو شخص صلواتِ خمسہ کی سنن ترک کرے ایک قول کے مطابق گنہگار نہ ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ گنہگار ہوگا اور اس بات کی بھی تصریح کی ہے کہ جماعت کا ترک گناہ ہے حالانکہ وہ صحیح قول کے مطابق سنتِ مؤکدہ ہے۔ (ت)

جواب سوال سوم بہتر یہ ہے کہ بخوف فوت تہجد کے اس قدر قیلولہ نہ کرے کہ جو موجب ترک فضیلت جماعتِ اولیٰ کا ہووے ولہذا اگر کرے تو جائز ہے بشرطیکہ جماعت ترک نہ ہوجائے کہ جماعت ثانیہ ہووے اس لئے کہ ہمارے اساتذہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک قولِ محقق یہی ہے کہ جماعتِ ثانیہ بلاکراہت درست ہے اور مساوی ہے ثواب میں نفسِ جماعت اولیٰ کے، اور جماعتِ اُولیٰ اَولیٰ ہے، چنانچہ میرے استاد و کامل ومحدث والدماجد قدس سرہ کا اثبات جماعت ثانیہ کے بارہ میں ایک رسالہ مبسوط ہے من شاء فلیطلع علیھا (جو شخص تفصیل چاہے اس کا مطالعہ کرے۔ ت) بناءً علیہ واسطے ادائے نماز تہجد کے کہ اعلیٰ درجہ کی مستحب ہے اس قدر قیلولہ کرنا کہ جس سے جماعت اولیٰ ترک ہوجائے نہ مطلق جماعت بلاشبہہ جائز ہے اس لئے کہ فضیلت جماعت کی مساوی فضیلت تہجد کے نہیں ہے بلکہ کمتر ہے من شاء فلیطالع الاحادیث المرویۃ فی ھذا الباب من الصحاح والحسان (جو شخص تفصیل چاہتا ہے وہ ان احادیث صحیحہ اور حسان کا مطالعہ کرے جو اس مسئلہ کے بارے میں مروی ہیں۔ ت) فقط۔

جواب سوال چہارم بحالت عذر شرعی کے بھی قبل اذان کے مسجد میں جماعت کرنا اشخاص مندرجہ سوال کا درست نہیں مکروہ ہے البتہ بعد اذان کے درست ہے

کما فی الھندیۃ ویکرہ اداء المکتوبۃ بالجماعۃ فی المسجد بغیر اذان واقامۃ[3]۔

جیسا کہ ہندیہ میں ہے مسجد میں اذان واقامت کے بغیر فرض نماز کی جماعت مکروہ ہے (ت)

---

[1] درمختار باب الوتر والنوافل مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۹۶

[2] ردالمحتار مطلب فی السنۃ وتعریفھا ؍ مصطفی البابی مصر ۱/۷۰

[3] فتاوی ہندیہ الفصل الاول فی صفتہ واحوال المؤذن مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۵۴

یہی حکم صورِ مسئولہ کا کہ تحریر ہُوا واللہ تعالٰی اعلم بالصواب والیہ المرجع والماٰب فقط حررہ العبد المفتقر الی اللہ الغنی محمد قاسم علی عفی عنہ

| قاسم علی خلف
۱۲۹۶
مولٰنا محمد عالم علی |

الجواب صحیح والمجیب نجیح

| بنیظر ۱۳۰۰ھ
شگفتہ محمد گل |

الجواب

اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

(اے اللہ! حق اور صواب کی ہدایت عطا فرما)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ الحمد للہ الذی یدہ علی الجماعۃ والصلٰوۃ والسلام علی صاحب الشفاعۃ واٰلہ وصحبہ اولی البراعۃ وسائر اھل السنۃ والجماعۃ۔

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت رحمت والا اور مہربان ہے، تمام تعریف اللہ تعالٰی کے لئے جس کا مبارک ہاتھ جماعت پر ہے اور صلٰوۃ وسلام اس ذاتِ اقدس پر جو صاحبِ شفاعت ہے اور آپ کی آل اور اصحاب پر جو صاحبِ فضیلت ہیں اور تمام اہل سنت وجماعت پر۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

جواب سوالِ اوّل وچہارم: ہاں فعلِ مذکور مکروہ ومحظور ہے نہ اس وجہ سے کہ معذور سے جماعت ساقط یا اُسے بے جماعت ثواب ثابت کہ:

اوّلاً ساقط وجوب ہے نہ جواز بلکہ جماعت افضل وعزیمت۔

وفی ردالمحتار قولہ من غیر حرج قید لکونہا سنۃ مؤکدۃ او واجبۃ فبالحرج یرتفع الاثم ویرخص فی ترکہا ولکنہ یفوتہ الافضل[1] الخ۔

ردالمحتار میں ہے کہ ماتن کا قول من غیر حرج قید ہے اس بات کی کہ جماعت سنّتِ موکدہ یا واجب ہے اور حرج کی وجہ سے گناہ ختم، اور جماعت کے ترک میں رخصت ہوگی البتہ وہ افضل کو فوت کردے گا الخ (ت)

ثانیاً نہ بے جماعت ثواب جماعت مانع جماعت فشتان ما بین الحکم والحقیقۃ (حکم اور حقیقت میں نہایت ہی فرق ہے۔ ت) سورۂ اخلاص ثلث قرآنِ عظیم کے برابر ہے کیا تین بار اسے پڑھنے والا ختم قرآن سے ممنوع ہوگا (نماز مع) جماعتِ عشا قیامِ نصف شب اور مع جماعتِ فجر قیام تمام لیل کے مساوی ہے کیا یہ نمازیں جماعت سے پڑھنے والا احیائے لیل سے باز رکھا جائے گا، شرع میں اس کی نظائر ہزار در ہزار ہیں۔

---

[1] ردالمحتار مطلب فی تکرار الجماعۃ فی المسجد مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۴۱۰

فی الحدیث المتواتر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قل ھو اللہ احد تعدل ثلث القراٰن[1] اخرجہ مالک واحمد والبخاری وابوداؤد والنسائی عن ابی سعید الخدری والبخاری عن قتادۃ بن النعمان واحمد ومسلم عن ابی الدرداء ومالک واحمد ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجۃ والحاکم عن ابی ھریرۃ واحمد والترمذی وحسنہ والنسائی عن ابی ایوب الانصاری واحمد والنسائی والضیاء فی المختارۃ عن ابی بن کعب والترمذی وحسنہ عن انس بن مالک واحمد وابن ماجۃ عن ابی مسعود البدری وفی الباب عن عبد[1] اللہ بن مسعود وعبد[2] اللہ بن عمرو ومعاذ[3] بن جبل وجابر[4] بن عبد اللہ وعبد[5] اللہ بن عباس وام کلثوم[6] بنت عقبۃ وغیرھم[7]۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے متواتر روایت میں ہے سورہ اخلاص "قل ھو اللہ احد" کی تلاوت قرآن کی تہائی کے برابر ہے اسے امام مالک، احمد، بخاری، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے؛ بخاری نے قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے؛ احمد و مسلم نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے؛ مالک، احمد، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے؛ احمد و ترمذی اور انہوں نے اس روایت کو حسن قرار دیا؛ اور نسائی نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے؛ احمد، نسائی اور ضیاء مقدسی نے مختارہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے، ترمذی نے اسے حسن قرار دیتے ہوئے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے؛ احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس سلسلہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمرو،

---

[1] رواہ عنہ الطبرانی فی الکبیر ۱۲ منہ (اس کو ان سے طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے۔ ت)

[2] رواہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم وابونعیم فی الحلیۃ ۱۲ منہ (اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں اور حاکم نے اور ابونعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے۔ (ت)

[3] الطبرانی فی الکبیر ۱۲ منہ (اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے۔ ت)

[4] البزار ۱۲ منہ (اسکو بزار نے روایت کیا ہے۔ ت)

[5] ابوعبید ۱۲ منہ (اسکو ابوعبید نے روایت کیا ہے۔ ت)

[6] الامام احمد ۱۲ منہ (اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ ت)

[7] رواہ البیھقی فی السنن عن رجاء الغنوی رضی اللہ تعالٰی عنہ فھؤلاء خمسۃ عشر صحابیا ۱۲ منہ
اس کو بیہقی نے سنن کبرٰی میں رجاء غنوی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے یہ پندرہ کے پندرہ صحابی ہیں (لہذا حدیث متواتر ہوئی) ۱۲ منہ غفرلہ

---

[1] صحیح البخاری باب فضل قل ھو اللہ احد مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۵۰

رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ مالک و احمد و مسلم عن امیر المؤمنین عثمٰن الغنی رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من صلی العشاء فی جماعۃ فکانما قام نصف اللیل و من صلی الصبح فی جماعۃ فکانما صلی اللیل کلہ[1]۔

معاذ بن جبل، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عباس، ام کلثوم بنت عقبہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے بھی روایات مروی ہیں۔ مالک، احمد اور مسلم نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نمازِ عشا جماعت کے ساتھ ادا کی گویا اس نے نصف رات قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز باجماعت پڑھی گویا اس نے تمام رات قیام کیا۔ (ت)

ثالثاً ایسی حالت میں بے ادائے جماعت ثواب جماعت ملنا ثابت۔

قال المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر و العلامۃ ابراھیم الحلبی فی الغنیۃ فی مسألۃ الاعمی وقول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لہ ما اجد لک رخصۃ معناہ لا اجد لک رخصۃ تحصل لک فضیلۃ الجماعۃ من غیر حضورھا لا الایجاب علی الاعمی لانہ علیہ الصلٰوۃ والسلام رخص لعتبان بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ علی ما فی الصحیحین[2]۔

محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں اور علامہ ابراہیم حلبی نے غنیہ میں مسئلہ اعمٰی کے تحت یہ لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نابینا کو فرمانا کہ "میں تیرے لئے رخصت نہیں پاتا" اس کا معنی یہ ہے کہ میں تیرے لئے جماعت کی فضیلت و ثواب بغیر حاضری جماعت کے نہیں پاتا اس کا یہ معنی نہیں کہ آپ نے حاضری جماعت نابینا پر لازم فرمائی کیونکہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے دوسرے صحابی عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کو اسی عذر کی بنا پر جماعت سے رخصت عنایت فرمائی ہے جیسا کہ بخاری و مسلم میں موجود ہے۔ (ت)

تنبیہ اقول استشھادنا انما ھو بھما افادا من عدم حصول الفضیلۃ ولو للمعذور بدون الحضور وفیہ

تنبیہ اقول (میں کہتا ہوں) ہمارا استشہاد و دلیل ان دونوں بزرگوں کے اس افادہ سے ہے کہ فضیلتِ جماعت حاضری کے بغیر حاصل نہ ہوگی

---

[1] صحیح مسلم باب فضل صلٰوۃ الجماعۃ الخ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/۲۳۲

[2] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الامامۃ ؍ سہیل اکیڈمی ص ۵۱۰

ایضا تفصیل یعلم بالرجوع الی المراقی وغیرها أما کون معنی الحدیث هذا فعندی محل نظر یعرفه من جمع طرق الحدیث ففی صحیح مسلم عن ابی هریرة قال اتی النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم رجل اعمی فقال یا رسول الله انه لیس لی قائد یقودنی الی المسجد فسأل رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ان یرخص له فیصلی فی بیته فرخص فلما ولی دعاه فقال هل تسمع النداء بالصلاة فقال نعم قال فاجب[1] واخرجه السراج فی مسنده مبینا فقال اتی ابن ام مکتوم الاعمی[2] الحدیث وعند الحاکم عن ابن ام مکتوم قلت یا رسول الله ان المدینة کثیرة الهوام والسباع قال اتسمع حی علی الصلٰوة حی علی الفلاح قال نعم قال فحی هلا[3] وعند احمد وابن خزیمة

خواہ وہ شخص معذور ہی کیوں نہ ہو، اور اس میں بھی تفصیل ہے جس کے جاننے کے لئے مراقی وغیرہ کی طرف رجوع ضروری ہے، باقی حدیث کا یہ معنی کرنا میرے نزدیک محلِ نظر ہے جس کی معرفت حدیث کے طُرق کو جمع کرنے سے ہو گی ــــ تو صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک نابینا شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی مسجد میں لانے والا نہیں، اُنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چاہا کہ آپ اسے اس بات کی اجازت دے دیں کہ وہ گھر میں نماز ادا کرلے، آپ نے اجازت مرحمت فرمائی، جب وہ لَوٹے تو آپ نے دوبارہ بلایا اور پوچھا: کیا تم نماز کی اذان سُنتے ہو؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: اس کا جواب دو (یعنی باجماعت نماز پڑھو) اور اسے سراج نے مسند میں تفصیلاً بیان کرتے ہُوئے اس صحابی کا نام لیا کہ آپ کی خدمت میں حضرت ابنِ اُمِ مکتوم نابینا صحابی حاضر ہوئے الحدیث۔ حاکم روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مدینہ طیبہ میں بہت سے کاٹنے والے کیڑے اور درندے ہیں، فرمایا: تم حی علی الصلٰوۃ حی علی الفلاح سنتے ہو؟ عرض کیا ہاں۔

www.alahazratnetwork.org

---

[1] صحیح مسلم باب فضل صلٰوۃ الجماعۃ الخ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/۲۳۲
[2] عمدۃ القاری شرح البخاری بحوالہ السراج فی مسندہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۵/۱۶۳
[3] المستدرک علی الصحیحین کتاب الصلٰوۃ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱/۲۴۷

والحاکم عنہ بسند جید ایسعنی ان اصلی فی بیتی قال اتسمع الاقامۃ قال نعم قال فأتھا[1] وفی اخری قال فاحضرھا[2] ولم یرخص لہ و للبیھقی عنہ سألہ ان یرخص لہ فی صلاۃ العشاء و الفجر قال ھل تسمع الاذان قال نعم مرۃ او مرتین فلم یرخص لہ فی ذلک[3] ولہ عن کعب بن عجرۃ جاء رجل ضریر الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیہ ایبلغک النداء قال نعم قال فاذا سمعت فاجب[4] ولاحمد و ابی یعلٰی والطبرانی فی الاوسط و ابن حبان عن جابر واللفظ لہ قال اتسمع الاذان قال نعم قال فأتھا[5] ولو حبوا فکان ذلک فیما نری و اللہ تعالٰی اعلم انہ رضی

فرمایا: اس کی طرف آؤ۔ مسند احمد، ابن خزیمہ اور حاکم نے انہی سے سند جید کے ساتھ نقل کیا کہ میں نے عرض کیا کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں گھر میں نماز ادا کرلوں؟ فرمایا: کیا اقامت سنتے ہو؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: اس کی طرف آؤ۔ دوسری روایت میں ہے: اس میں حاضری دو تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اسے رخصت نہ دی۔ بیہقی نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہی روایت کیا کہ انہوں نے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اس بات کی رخصت چاہی کہ انکو عشا اور فجر کی نماز میں جماعت سے رخصت دے دیں۔ فرمایا: کیا تم اذان سنتے ہو؟ عرض کیا: ہاں۔ ایک یا دو دفعہ پوچھا آپ نے انھیں اس بارے میں رخصت نہ دی۔ بیہقی میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کہ ایک نابینا شخص رسالتمآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آیا اسی میں ہے کہ آپ نے پوچھا: کیا تجھے اذان کی آواز پہنچتی ہے؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: جب تو سنتا ہے تو جواب دے (یعنی جماعت میں حاضری دے) مسند احمد، ابویعلٰی، طبرانی کی اوسط میں اور

www.alahazratnetwork.org

---

[1] مسند احمد بن حنبل حدیث عمر بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ " دار الفکر بیروت ۳/۴۲۳

[2] المستدرک علی الصحیحین کتاب الصلوۃ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱/۲۴۷

[3] مجمع الزوائد باب فی ترک الجماعۃ " دار الکتاب بیروت ۲/۴۳

[4] " " " " " ۲/۴۲

ف: یہ دونوں حوالے مجمع سے اس لئے نقل کئے کہ سنن بیہقی اور شعب الایمان للبیہقی سے نہیں ملے، ہوسکتا ہے یہ لفظ للبیہقی کی بجائے للطبرانی ہو کیونکہ مجمع نے طبرانی اوسط کے حوالے سے یہ دونوں حدیثیں نقل کی ہیں۔ نذیر احمد سعیدی

[5] الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان باب فرض الجماعۃ والاعذار الخ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۴/۲۵۲

اللہ تعالٰی عنہ لم یکن یشق علیہ المشی وکان یھتدی الی الطریق من دون حرج کما یشاھد الاٰن فی کثیر من العمیان ثم راجعت الزرقانی علی المؤطا فرأیتہ نص علی ذلک نقلا فقال و حملہ العلماء علی انہ کان لا یشق علیہ المشی وحدہ ککثیر من العمیان[1] اھ وح یترجح بحث العلامۃ الشامی حیث بحث ایجاب الجمعۃ علی امثال ھؤلاء فقال بل یظھر لی وجوبھا علی بعض العمیان الذی یمشی فی الاسواق و یعرف الطرق بلا قائد ولا کلفۃ ویعرف ای مسجد ارادہ بلا سؤال احد لانہ حینئذ کالمریض القادر علی الخروج بنفسہ، بل ربما تلحقہ مشقۃ اکثر من ھذا تامل[2] اھ ثم رأیت الامام النووی نقل فی شرح مسلم ما ذکرالمحققان من معنی الرخصۃ عن الجمہور فقال اجاب الجمہور عنہ بانہ سأل

ابن حبان میں حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روی الفاظ ابن حبان کے ہیں کیا تم اذان سنتے ہو؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: اس کی طرف آؤ خواہ گھٹنوں کے بل آنا پڑے، اس سلسلہ میں ہماری رائے یہی ہے، حقیقتِ حال سے اللہ ہی آگاہ ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالٰی عنہ پر چلنا دشوار نہ تھا اور وہ بغیر کسی حرج کے راستہ پالیتے تھے جیسا کہ اب بھی بہت سے نابینا لوگوں میں مشاہدہ کیا جاتا ہے پھر میں نے زرقانی علی المؤطا کا مطالعہ کیا تو اس میں بعینہٖ یہی بات منقول تھی کہ تمام اہل علم کی یہی رائے ہے کہ ان پر تنہا چلنے میں دشواری نہ تھی جیسا کہ اب بھی بہت نابینا افراد پر تنہا چلنا دشوار نہیں ہے اھ اور اب علامہ شامی کی وہ بحث بھی ترجیح پائے گی جو انہوں نے ایسے لوگوں پر جمعہ واجب قرار دیتے ہوئے کی ہے تو کہا بلکہ مجھ پر یہ بات واضح ہوئی ہے کہ ایسے نابینا لوگوں پر جمعہ واجب ہوگا جو بغیر کسی قائد اور بلا مشقت تنہا راستہ جان کر چل سکتے ہوں اور اس مسجد تک بغیر پوچھے پہنچ سکتے ہوں جہاں انہوں نے نماز ادا کرنی ہو کیونکہ یہ اس وقت اس مریض کی طرح ہوں گے جو خود بخود نکلنے پر قادر ہو بلکہ بعض اوقات مریض کو اس سے کہیں زیادہ مشقت اٹھانا ہوتی ہے تامل اھ پھر میں نے امام نووی کی شرح مسلم دیکھی اس میں انہوں نے دونوں محققین کا جمہور سے معنیٔ رخصت ذکر کیا ہوا نقل کرکے فرمایا جمہور اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ حضرت

---

[1] شرح الزرقانی علی المؤطا فصل صلٰوۃ الجماعۃ مطبوعہ مکتبہ تجاریہ کبرٰی مصر ۱/۲۶۷

[2] رد المحتار باب الجمعۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۶۰۲

هل له رخصة ان يصلی فی بیته و تحصل له فضیلة الجماعة بسبب عذره فقیل لا قال ویؤید ھذا ان حضور الجماعة یسقط بالعذر باجماع المسلمین ودلیله من السنة حدیث عتبان بن مالک[1] الخ۔

ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے یہ سوال کیا تھا کہ مجھے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے اور عذر کی بناپر حاضر نہ ہونے کی وجہ سے جماعت کا ثواب بھی حاصل ہو، تو اس کا جواب نفی میں آیا امام نووی نے فرمایا اس گفتگو سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ عذر کی بناپر حاضریِ جماعت کے سقوط پر تمام اُمتِ مسلمہ کا اتفاق ہے اور اس کی دلیل سنّت سے وہ حدیث ہے جو حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس بارے میں مروی ہے الخ (ت)

اقول وقد علمت ما فی ھذا التائید فان الشان فی ثبوت الحرج له رضی اللہ تعالٰی عنه و لعل عتبان کان ممن یتحرج بالمشی وحدہ دون ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالٰی عنهما ثم ان الامام النووی استشعر ورود قوله صلی اللہ علیه وسلم فاجب فاجاب باحتمال انه بوحی نزل فی الحال و باحتمال تغییر اجتهادہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم و بان الترخیص کان بمعنی عدم الوجوب وقوله فاجب ندب الی الافضل۔

اقول (میں کہتا ہوں) اس تائید میں جو کچھ ہے وہ آپ جان چکے کہ یہ اس صورت میں ہے جب ابن ام مکتوم کے لئے حرج ثابت ہو، شاید حضرت عتبان رضی اللہ تعالٰی عنہ اُن لوگوں میں سے ہوں جن کو تنہا چلنا دشوار ہو بخلاف ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ان کے لئے ایسا معاملہ نہ تھا، پھر امام نووی نے حضور علیہ السلام کے ارشاد "فاجب" کے ورود سے یہ بات سمجھی تو جواب احتمال سے دیا کہ ممکن ہے یہ حکم اسی حال میں وحی نازل ہونے کے ساتھ دیا اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اجتہاد میں تبدیلی ہوئی ہو، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رخصت بمعنی عدم وجوب ہو اور آپ کا ارشاد فاجب افضل کی طرف متوجہ کر رہا ہو۔

---

[1] شرح مسلم للنووی مع مسلم باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/۲۳۲

www.alahazratnetwork.org

اقول اماالاولان فتسلیم للقول واما حمل فاجب علی الندب فخلاف الظاھر لاسیما مع بنائہ علی سماع الاذان فان الندب حاصل مطلقا فافھم واللہ تعالٰی اعلم

اقول (میں کہتا ہوں) پہلے دونوں احتمال قول کی وجہ سے تسلیم مگر فاجب کو ندب پر محمول کرنا خلافِ ظاہر ہے خصوصاً جب اس کی بنا اذان کے سماع پر ہو کیونکہ ندب تو ہر حال میں حاصل تھا، فافہم واللہ تعالٰی اعلم (ت)

رابعاً سب سے قطع نظر کیجئے تو پاؤں کا عذر عذر فی الحضور ہے نہ عذر للحاضر کالمطر والطین وامثالھما بلکہ وجہ **اولاً** وہی اتیان جماعت بے اذان کہ درباب استنان موکد اذان اگرچہ مواہب الرحمان ومراقی الفلاح و ردالمحتار کے اطلاقات بہت وسیع ہیں

ویعارضھا کثیر من روایات المبسوط والمحیط والخانیۃ والخلاصۃ والبزازیۃ والھندیۃ وغیرھا من المعتبرات حتی نفس ردالمحتار ومشروحہ الدرالمختار کما بیناہ فیما علقناہ علی ھامشہ۔

مبسوط، محیط، خانیہ، خلاصہ، بزازیہ، ہندیہ اور دیگر معتبر کتب کی اکثر روایات اس کے معارض ہیں حتی کہ خود ردالمحتار اور اس کا متن درمختار میں بھی معارض ہیں جیسا کہ ہم نے اس کے حاشیہ میں بیان کیا ہے (ت)

www.alahazratnetwork.org

مگر اس قدر بلاشبہہ ثابت کہ نماز پنجگانہ[1] سے جو نماز وقتی رجال احرار غیر عُراۃ مسجد میں باجماعت ادا کریں اس کے لئے سوا بعض صور مستثناۃ[2] کے وقت میں اذان کا پہلے ہو لینا سنتِ مؤکدہ قریب بواجب ہے اور بے اس کے

---

[1] دخلت الجمعۃ وخرجت صلٰوۃ العیدین والکسوف والجنازۃ والاستسقاء وغیرھا والفوائت وجماعۃ النساء والصبیان والعبید والعراۃ وجماعۃ البیوت والصحراء ومستند کل ذلك مذکور فیما علقناہ علی ردالمحتار ۱۲ منہ غفرلہ (م)

اس میں جمعہ داخل اور عیدین، کسوف، جنازہ اور استسقاء وغیرہ اور قضا اور جماعتِ خواتین، بچوں، غلاموں، ننگوں اور گھریلو جماعت اور جنگل کی جماعت اس سے خارج ہے اور ہر ایک پر دلیل ہم نے اپنے حاشیہ ردالمحتار میں تحریر کی ہے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

[2] مثلاً جمعہ کے دن شہر یا قصبہ میں جو معذور ظہر پڑھیں اُنھیں اذان کی اجازت نہیں اگرچہ جماعت کریں کہ انھیں جماعت کرنا بھی جائز نہیں موسم حج میں عصرِ عرفہ وعشائے مزدلفہ کے لئے صرف تکبیر ہوتی ہے نہ اذان۔

(باقی برصفحۂ آئندہ)

جماعت کرلینا مکروہ وگناہ یہاں تک کہ یہ جماعت شرعاً اصلاً معتبر نہیں اس کے بعد جو جماعت باذان واقامت ہوگی وہی پہلی جماعت ہوگی بلکہ علماء فرماتے ہیں اگر کچھ لوگوں نے آہستہ اذان دے کر جماعت کرلی کہ آوازِ اذان اوروں کو نہ پہنچی تو ایسی جماعت بھی داخل شمار واعتبار نہیں نہ کہ جب سرے سے اذان دی ہی نہ جائے ، وجیز امام کردری میں ہے :

ویکرہ للرجال اداء الصلوٰۃ بجماعۃ فی مسجد بلا اعلامین لا فی المفازۃ والکروم والبیوت[1] الخ

مردوں کے لئے مسجد میں فرائض کی جماعت اذان و اقامت کے بغیر مکروہ ہے، جنگل، گھنے باغوں اور گھروں میں مکروہ نہیں الخ (ت)

اقول قولہ بلا اعلامین ای بدون الجمع بینہما فنا فی الکراھۃ ھو الایتان بھما لا باحدھما بدلیل قولہ لا فی المفازۃ الخ فان ترک اعلام الشروع مکروہ مطلقا ولو فی المفازۃ وقد نص علی الاساءۃ فی ترکھما۔

اقول (میں کہتا ہوں) اس کا قول "بلا اعلامین" یعنی اذان واقامت کو جمع کئے بغیر لہذا منافی کراہۃ دونوں کے ساتھ نماز با جماعت ادا کرنا ہے نہ صرف ایک کے ساتھ، اس کا قول لا فی المفازۃ الخ اس پر دلیل ہے کیونکہ جماعت کے ساتھ اذان کا ترک ہر حال میں مکروہ ہے خواہ جنگل میں ہو اور ان دونوں کے ترک پر اساءت کی تصریح ہے (ت)

www.alahazratnetwork.org

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

کما فی الھندیۃ عن الخانیۃ ولا حاجۃ ھھنا الی استثناء فوائت تودی فی المسجد کما فعل الشامی ولا ماوراء اول فوائت ولو ادیت فی غیر المسجد کما زدناہ علیہ لان الکلام ھھنا فی الاداء ۱۲ منہ غفرلہ (م)

ہندیہ میں خانیہ کے حوالے سے یوں ہی ہے اور ان فوت شدہ نمازوں کے استثناء کی ضرورت نہیں جو مسجد میں ادا کی جائیں جیسا کہ شامی نے کیا ہے اور اور نہ ہی ماورائے اول کے فوت شدہ کا استثناء ضروری ہے اگرچہ وہ غیر مسجد میں ادا کی جائیں جیسا کہ ہم نے اس پر اضافہ کیا ہے کیونکہ یہاں گفتگو ادا میں ہو رہی ہے۔ (ت)

---

[1] فتاوٰی بزازیہ علی حاشیہ فتاوٰی ہندیہ کتاب الصلوٰۃ فصل الاول فی الاذان مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۲۲

درر وغرر علامہ مولی خسرو میں ہے:

(یأتی بھما) ای الاذان والاقامۃ (المسافر والمصلی فی المسجد جماعۃ وفی بیتہ بمصر وکرہ للاول) ای المسافر (ترکھما) ای الاقامۃ (وللثانی) ای المصلی فی المسجد (ترکہ) ای الاذان (ایضا) ای کالاقامۃ۔[1]

(ان دونوں کو بجالائے) یعنی اذان واقامت کے ساتھ (مسافر اور نمازی مسجد میں جماعت کے لئے اور شہر میں گھر پر نماز ادا کرنے والا' اور پہلے کے لئے مکروہ ہے) یعنی مسافر کے لئے (اس کا چھوڑنا) یعنی تکبیر کا (اور دوسرے کے لئے) یعنی مسجد میں نماز ادا کرنے والے کے لئے (اس کا چھوڑنا) یعنی اذان کا (بھی) یعنی اقامت کی طرح مکروہ ہے (ت)

عالمگیریہ میں ہے:

لوصلی بعض اھل المسجد باقامۃ وجماعۃ ثم دخل المؤذن والامام وبقیۃ الجماعۃ فالجماعۃ المستحبۃ لھم والکراھۃ للاولی کذا فی المضمرات۔[2]

اگر کچھ اہلِ مسجد نے اقامت اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرلی پھر مؤذن، امام اور باقی لوگ آئے تو ان کی جماعت مستحب ہے، پہلی جماعت مکروہ ہوگی، مضمرات میں اسی طرح ہے (ت)

یہ خاص جزئیہ مسئلہ مسئولہ ہے خلاصہ وخانیہ وہندیہ وغیرہا میں ہے:

واللفظ للامام البخاری جماعۃ من اھل المسجد اذنوا فی المسجد علی وجہ المخافۃ بحیث لم یسمع غیرھم ثم حضر من اھل المسجد قوم وعلموا فلھم ان یصلوا بالجماعۃ علی وجھھا ولا عبرۃ للجماعۃ الاولی اھ[3]

الفاظ امام بخاری کے ہیں کہ جماعت کیلئے اہلِ مسجد میں ایک گروہ نے مسجد میں اتنی آہستہ اذان دی کہ ان کے غیر نے نہ سُنی پھر دیگر لوگ آئے اور ان کو علم ہوا تو ان لوگوں کو حق حاصل ہے کہ وہ سنّت طریقہ پر جماعت کروائیں پہلی جماعت کا کوئی اعتبار نہیں اھ (ت)

پس اُس معذور اور اُس کے شریک اور اُن ضرورت والوں کا یہ فعل جماعتِ مسنونہ معتبرہ شرعیہ نہیں بلکہ

---

[1] الدرر الحکام فی شرح غرر الاحکام باب الاذان مطبوعہ مطبع احمد کامل الکائنہ فی دار السعادت مصر ۱/۵۶
[2] فتاوٰی ہندیۃ الفصل الاول من باب الاذان ؍؍ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۵۴
[3] خلاصۃ الفتاوٰی الفصل الاول فی الاذان ؍؍ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۴۸

www.alahazratnetwork.org

مکروہ وممنوع ہے اور جو جماعت باذان واقامت اس کے بعد ہوگی اس میں کچھ کراہت نہ ہوگی بلکہ وہی جماعت مسنونہ وجماعت اولٰی ہے۔

ثانیاً جب یہ جماعت جماعت نہیں تو دقیق نظر حاکم کہ ان کا یہ فعل بعد دخول وقت مسجد سے بے نیت شہود جماعت باہر جانا ہوا یہ بھی مکروہ اور حدیث میں اس پر وعید شدید وارد:

ابن ماجۃ عن امیر المؤمنین عثمٰن رضی اللہ تعالٰی عنہ[ع] قال قال رسول اللہ صلی اللہ

ابن ماجہ نے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ

ع: سندہ ضعیف واقتصرنا علیہ تبعا للبحر وغیرہ وقد ثبت بسند صحیح من حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ لکن فیہ تخصیص مسجد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فانہ قال قال رسول اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایسمع النداء فی مسجدی ھذا ثم یخرج منہ الا لحاجۃ ثم لایرجع الیہ الامنافق[1] رواہ الطبرانی فی الاوسط ولابی داؤد فی مراسیلہ عن سعید بن المسیب رضی اللہ تعالٰی عنہ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لایخرج من المسجد احد بعد النداء الامنافق الا احد اخرجتہ حاجۃ وھو یرید الرجوع[2] ۱۲ منہ غفر لہ (م)

اس کی سند ضعیف ہے ہم نے بحر وغیرہ کی اتباع میں اسی پر اقتصار کیا ہے حالانکہ سند صحیح کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث ثابت ہے لیکن اس میں مسجد نبوی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تخصیص ہے، کہا رسالتمآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: میری اس مسجد میں کوئی شخص اذان نہیں سنتا، پھر کسی ضرورت کے بغیر مسجد سے نکل جاتا ہے اور واپس مسجد کی طرف نہیں آتا مگر یہ کہ وہ منافق ہے اسے طبرانی نے المعجم الاوسط میں ذکر کیا اور امام ابوداؤد نے مراسیل میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اذان کے بعد مسجد سے منافق کے علاوہ کوئی نہیں نکلتا مگر عذر کی وجہ سے جب کوئی حاجت وضرورت اس شخص کو نکالے اور وہ شخص واپسی کا ارادہ رکھتا ہو تو منافق نہیں ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

---

[1] مجمع الزوائد بحوالہ طبرانی اوسط باب فیمن خرج من المسجد بعد الاذان مطبوعہ دار الکتاب بیروت ۲/ ۵

[2] کتاب المراسیل باب ما جاء فی الاذان ر مطبع علمیہ لاہور ص ۳۴

www.alahazratnetwork.org

علیہ وسلم من ادرکہ الاذان فی المسجد ثم خرج لم یخرج لحاجۃ وھو لا یرید الرجعۃ فھو منافق[1]

تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اذان کو مسجد میں پایا پھر وہاں سے نکل گیا حالانکہ اسے نکلنے کی کوئی حاجت بھی نہ تھی اور واپسی کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو وہ منافق ہے۔ (ت)

درمختار میں ہے:

کرہ تحریما للنھی خروج من لم یصل من مسجد اذن فیہ جری علی الغالب والمراد دخول الوقت اذن فیہ اولا[2]۔

مکروہ تحریمی ہے بسبب ممانعت کے نکلنا اس شخص کا جس نے نماز نہ پڑھی ہو اس مسجد سے جس میں اذان ہوگئی ہو، شارح نے کہا ماتن اکثر پر چلا ہے (یعنی اکثر یہی ہوتا ہے کہ اذان کا وقت ہونے پر اذان ہو جاتی ہے) اور مراد اذان ہونے سے وقت نماز کا آجانا ہے خواہ مسجد میں اذان ہوئی ہو یا نہ۔ (ت)

بحرالرائق میں ہے:

الظاھر من الخروج من غیر صلٰوۃ عدم الصلٰوۃ مع الجماعۃ الخ[3]

نماز کے بغیر نکلنے سے ظاہراً مراد یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا نہ کی ہو الخ (ت)

اقول وظاھر ان المراد بالجماعۃ ھی الجماعۃ المسنونۃ المشروعۃ دون المکروھۃ الممنوعۃ فان النھی عن الخروج انما ھو لطلب الجماعۃ فلا یتناول الا الجماعۃ المطلوبۃ شرعا کیف وقد تقدم ان الجماعۃ بلا اذان کلا جماعۃ فلا یعتد بھا اصلا واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم

اقول (میں کہتا ہوں) اس سے ظاہراً مراد وہ جماعت ہے جو مسنونہ مشروعہ ہو نہ کہ وہ جو مکروہ و ممنوع ہو کیونکہ نکلنے پر ممانعت وہ طلبِ جماعت کے واسطے ہے اور یہ حکم اسی جماعت کے لئے ہوگا جو شرعاً مطلوب ہے، یہ کیسے ہو حالانکہ پہلے گزر چکا ہے کہ بغیر اذان کے جماعت ایسے ہے جیسے جماعت ہوئی ہی نہیں، پس اس کا ہرگز اعتبار نہ کیا جائے گا، اللہ تعالٰی تمام نقائص و عیوب اور کمزوریوں سے پاک ہے، وہ سب سے بہتر جانتا ہے۔ اس جل مجدہٗ

---

[1] سنن ابن ماجہ باب الاذان وانت فی المسجد فلا تخرج مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۴

[2] درمختار باب ادراک الفریضہ " مطبع مجتبائی دہلی ۱/۹۹

[3] بحرالرائق " " " " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۷۲

واحکم۔ کا علم کامل اور اکمل ہے (ت)

جوابِ سوالِ دوم: خوفِ فوتِ تہجد نہ ترکِ جماعت ماموربہا کا مجوز ہوسکتا ہے نہ بعد دخولِ وقت بے شرکت جماعت شرعیہ مسجد سے نکل جانے کا مبیح نہ جماعت مکروہہ ممنوعہ کا داعی نہ خود اس عذر کا غالباً کوئی محصل صحیح کیا اذان موجب فوتِ تہجد ہے بغرض یہ بہانہ مسموع نہیں اگرچہ تہجد سنّت ہی سہی کما ال الیہ کلام المحقق فی الفتح ومال الیہ تلمیذہ المحقق محمد الحلبی فی الحلیۃ قائلا انہ الاشبہ (جیسا کہ اس کی طرف فتح القدیر میں کلام محقق لوٹتا ہے اور ان کے شاگرد محمد حلبی نے حلیہ میں یہ کہتے ہوئے اسی طرف رجوع کیا کہ یہی اشبہ ہے۔ ت) کہ اوّلاً وہ برتقدیرِ سنیت بھی معارضۂ جماعت کا صالح نہیں دربارۂ تہجد صرف ترغیبات ہیں اور ترکِ جماعت پر سخت ہولناک وعیدیں کہ حکمِ کفر تک وارد،

علی تاویلاتہ المعروفۃ فی امثال المقام وحدیثہ[عہ۱] عند احمد والطبرانی فی الکبیر عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بسند حسن وقال ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فی المتخلفین عن الجماعات لو ترکتم سنۃ نبیکم لکفرتم[عہ۲][۱]

اس طرح کے مقامات پر تاویلات معروفہ کے ساتھ، اور اس پر مسند احمد اور طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث سند کے ساتھ ذکر کی ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جماعت سے پیچھے رہنے والوں کے بارے میں فرمایا اگر تم نے اپنے نبی کی سنّت ترک کردی تو تم نے کفر کیا (ت)

اور جماعت عشا[عہ۳] کے نہ حاضر ہونے پر گھر جلا دینے کا قصد فرمانا ثابت کما فی الصحیحین من

عہ۱: سیأتی نصہ فی جواب السؤال الثالث ۱۲ منہ (م)
اس حدیث کے الفاظ عنقریب تیسرے سوال کے جواب میں آرہے ہیں ۱۲ منہ

عہ۲: ھذہ روایۃ ابی داؤد الحدیث بلفظ لضللتم عند مسلم وغیرہ ۱۲ منہ (م)
یہ ابوداؤد کی روایت ہے اور مسلم وغیرہ میں اس کے الفاظ "تم گمراہ ہوجاؤ گے" ہیں ۱۲ منہ (ت)

عہ۳: بعض احادیث میں عشا، بعض میں فجر، بعض میں جمعہ، بعض میں مطلق جماعت وارد ہے اور سب صحیح ہیں کما فی عمدۃ القاری للامام العینی (جیسا کہ امام بدرالدین عینی کی عمدۃ القاری میں ہے۔ ت) یہاں ذکرِ عشا ہی تھا لہٰذا اس کی تخصیص کی ۱۲ منہ غفرلہ (م)

---

[۱] سنن ابی داؤد | باب التشدید فی ترک الجماعۃ | مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور | ۱/ ۸۱
[۲] صحیح البخاری | باب فضل صلوۃ العشاء فی الجماعۃ | " قدیمی کتب خانہ کراچی | ۱/ ۹۰

حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وفی الباب غیرہ عہ (جیساکہ بخاری ومسلم میں اس کو ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا اور اس باب میں اس کے علاوہ بھی احادیث موجود ہیں۔ ت)

ثانیاً فوت سنت آئندہ کے خوف متیقن سے فی الحال اپنے ہاتھوں سنت جلیلہ چھوڑ دینے کی نظیر یہی ہوسکتی ہے کہ کوئی شخص مرگ فردا کے اندیشہ سے آج خودکشی کرلے۔

ثالثاً یہ جاگتے ہیں قصداً مکروہات ومنہیات شرعیہ کا ارتکاب ہوگا اور تہجد نہ بھی ملا تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نوم میں تفریط نہ رکھی۔

عہ ۲ احمد ومسلم وابوداؤد وابن حبان (احمد، مسلم، ابوداؤد اور ابن حبان نے حضرت

عہ فانہ حدیث مشہور ورد من حدیث عمرو بن ام مکتوم عند احمد وعن اسامۃ بن زید عند ابن ماجۃ وعن انس بسند جید وعن ابن مسعود کلیھما عند الطبرانی فی الاوسط وعن جابر بن عبداللہ عند الطحاوی فی مشکل الاٰثار وقد ذکرنا احادیثھم فی رسالتنا حسن البراعۃ فی تنقید حکم الجماعۃ اما حدیث ابی ھریرۃ فرواہ من لایحصی من اصحاب الصحاح والسنن والمسانید والمعاجیم واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ (م)

کیونکہ مشہور حدیث ہے امام احمد نے حضرت عمرو ابن ام مکتوم سے، ابن ماجہ نے حضرت اسامہ بن زید سے، طبرانی نے اوسط میں حضرت انس سے سند جید کے ساتھ اور حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے طحاوی نے مشکل الآثار میں حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے ہم نے ان تمام احادیث کو اپنے رسالے "حسن البراعۃ فی تنقید حکم الجماعۃ" میں ذکر کیا ہے۔ رہی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ، تو اسے لاتعداد اصحاب صحاح وسنن اور اصحاب مسانید ومعاجیم نے روایت کیا ہے واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ (ت)

عہ عزاہ فی الجامع الصغیر لاحمد وابن حبان قال شارحہ المناوی ورواہ عنہ ابوداود وغیرہ اھ ولاشک انہ موجود فی صحیح مسلم ۱۲ منہ (م)

جامع صغیر میں اس کی نسبت امام احمد اور ابن حبان کی طرف کی ہے اس کے شارح امام مناوی نے فرمایا اس کو ان سے ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے اھ اور بلاشک یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی موجود ہے ۱۲ منہ (ت)

www.alahazratnetwork.org

۲؎ التیسیر شرح جامع الصغیر تحت حدیث مذکور مکتبۃ الامام الشافعی الریاض ۲/ ۳۲۶

عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیس فی النوم تفریط انما التفریط فی الیقظۃ۔[1]

ابو قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا کہ رسالتماب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: تفریط نیند میں نہیں بلکہ بیداری میں ہے۔ (ت)

بلکہ بہ نیت تہجد سونے والے کو اگرچہ تہجد نہ پائے ثوابِ تہجد کا وعدہ فرمایا اور اس کی نیند کو رب العزت جل جلالہ کی طرف سے صدقہ بتایا۔

مالك فی الموطا وابوداؤد والنسائی عن ام المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ما من امریئ تکون لہ صلاۃ بلیل یغلبہ علیھا نوم الا کتب اللہ لہ اجر صلاتہ وکان نومہ علیہ صدقۃ[2] وھو عند ابن ابی الدنیا فی کتاب التھجد بسند جید، والنسائی وابن ماجۃ وخزیمۃ والبزار بسند صحیح عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال من اتی فراشہ وھو ینوی ان یقوم فیصلی من اللیل فغلبتہ عیناہ حتی یصبح کتب لہ ما نوی وکان نومہ صدقۃ علیہ من ربہ عزوجل[3] وھو بمعناہ عند ابن حبان فی صحیحہ عن ابی ذر او

امام مالک نے موطا میں، ابوداؤد اور نسائی نے ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ہر وہ شخص جو رات کی نماز (تہجد) کی نیت رکھتا ہو اس پر نیند غالب آجائے تو اللہ تعالٰی اسے نماز کا اجر و ثواب عطا فرمائے گا اور اس کی نیند اس پر صدقہ ہوگی، یہ حدیث ابن ابی الدنیا نے کتاب التہجد میں سند جید کے ساتھ یہ حدیث ذکر کی۔ نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور بزار نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بستر پر اس نیت سے لیٹا کہ رات کو اٹھ کر نماز (تہجد) پڑھے گا مگر نیند کے غلبہ کی وجہ سے صبح تک اس کی آنکھ نہ کھلی تو اسے اس کی نیت کے مطابق اجر ملے گا اور اس کی نیند اللہ عزوجل کی طرف سے اس پر صدقہ ہوگی اور یہ حدیث معناً ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابوذر یا حضرت

---

[1] سنن ابو داود باب فی من نام عن صلٰوۃ الخ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۶۴

[2] موطا امام مالک ما جاء فی صلٰوۃ اللیل " میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۹۹

[3] سنن ابن ماجہ باب ما جاء فیمن نام عن حزبہ من اللیل " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۹۶

ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنھما ھکذا بالشك۔

ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسی طرح شک کے ساتھ روایت کی ہے۔ (ت)

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ابوحثمہ اور اُن کے صاحبزادہ سلیمان رضی اللہ تعالٰی عنہما کو جماعتِ صبح میں نہ دیکھا اُن کی زوجہ اور اُن کی والدہ شفا رضی اللہ تعالٰی عنہما سے سبب پوچھا، کہا نمازِ شب کے سبب نیند نے غلبہ کیا نمازِ صبح پڑھ کر سو رہے، فرمایا: مجھے جماعتِ صبح میں حاضر ہونا نمازِ تمام شب سے محبوب تر ہے۔

مالك عن ابن شھاب عن ابی بکر بن سلیمٰن بن ابی حثمۃ ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنه فقد سلیمٰن ابن ابی حثمۃ فی صلاۃ الصبح وان عمر بن الخطاب غدا الی السوق ومسکن سلیمٰن بین السوق والمسجد (النبوی) فمر علی الشفاء ام سلیمٰن فقال لھا لم ار سلیمٰن فی صلوۃ الصبح فقالت انه بات یصلی فغلبته عیناہ فقال عمر لان اشھد صلاۃ الصبح فی الجماعۃ احب الیّ من ان اقوم لیلۃ[1]۔ عبد الرزاق فی مصنفه عن معمر عن الزھری عن سلیمٰن ابن ابی حثمۃ عن امه الشفاء بنت عبد اللہ قالت دخل علی عمر وعندی رجلان نائمان تعنی زوجھا اباحثمۃ و ابنھا سلیمٰن فقال اما صلیا الصبح قلت لم یزالا

مالک، ابن شہاب سے وہ ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے سلیمٰن ابن ابی حثمہ کو نمازِ صبح میں نہ پایا آپ صبح کو جب بازار کی طرف گئے اور سلیمٰن کا گھر بازار اور مسجدِ نبوی کے درمیان تھا تو آپ سلیمٰن کی والدہ شفاء کے پاس سے گزرے اور پوچھا میں نے سلیمٰن کو آج نمازِ صبح میں نہیں پایا تو انھوں نے عرض کیا وہ رات بیدار رہے نماز پڑھتے رہے صبح کو نیند غالب آگئی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا مجھے نمازِ فجر میں حاضر ہونا اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ میں ساری رات قیام کروں۔ امام عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں معمر سے انہوں نے زہری سے انہوں نے سلیمان ابن ابی حثمہ سے انہوں نے اپنی والدہ شفاء بنت عبد اللہ سے بیان کیا کہ ان کی والدہ فرماتی ہیں حضرت عمر میرے پاس آئے تو میرے پاس دو آدمی سوئے ہوئے تھے اس سے وہ اپنا خاوند ابوحثمہ اور اپنا بیٹا سلیمان مراد لیتی ہیں۔ آپ نے

---

[1] موطا امام مالک باب ماجاء فی العتمۃ والصبح مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۱۱۵

یصلیان حتی اصبحا فصلیا الصبح و ناما فقال لان اشھد الصبح فی جماعۃ احب الی من قیام لیلۃ[1]۔ واللہ تعالٰی اعلم

فرمایا: انھوں نے نمازِ صبح کیوں نہ پڑھی؟ میں نے عرض کیا یہ ساری رات نماز میں مشغول رہے حتی کہ صبح ہوگئی پھر انہوں نے نمازِ صبح ادا کی اور سوگئے۔ تو آپ نے فرمایا: جماعت کے ساتھ نمازِ فجر کی میری حاضری ساری رات قیام سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔ (ت) واللہ تعالٰی اعلم

جواب سوال سوم: اقول وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) اس مسئلہ میں جواب حق و حق جواب یہ ہے کہ عذر مذکور فی السؤال سرے سے بیہودہ و سراپا اہمال ہے وہ زعم کرتا ہے کہ سنتِ تہجد کا حفظ و پاس اُسے تفویتِ جماعت پر باعث ہوتا ہے اگر تہجد بروجہ سنت ادا کرتا تو وہ خود فوت واجب سے اُس کی محافظت کرتا نہ کہ اُلٹا فوت کا سبب ہوتا،

قال عزوجل ان الصلٰوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر[2]

اللہ تعالٰی نے فرمایا: بے شک نماز بےحیائی اور بُری باتوں سے روکتی ہے۔

سیدالمرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

علیکم بقیام اللیل فانہ داب الصلحین قبلکم وقربۃ الی اللہ تعالٰی ومنھاۃ عن الاثم وتکفیر للسیئات ومطردۃ للداء عن الجسد[3]۔ رواہ الترمذی فی

تہجد کی ملازمت کرو کہ وہ (رات کا قیام) اگلے نیکوں کی عادت ہے اور اللہ عزوجل سے نزدیک کرنیوالا اور گناہ سے روکنے والا اور برائیوں کا کفارہ اور بدن سے بیماری دُور کرنے والا۔ اسے ترمذی نے اپنی جامع،

www.alahazratnetwork.org

---

[1] المصنف لعبدالرزاق باب فضل الصلوٰۃ فی جماعۃ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱/۵۲۶

[2] القرآن ۲۹/۴۵

[3] جامع الترمذی ابواب الدعوات مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۱۹۴
صحیح ابن خزیمہ باب التحریض علی قیام اللیل الخ ؍؍ مکتب اسلامی بیروت ۲/۱۷۷

ف: حدیث مذکور کے الفاظ صفحہ مذکور پر مصنف میں یُوں ہیں: عن معمر عن الزھری عن سلیمٰن بن ابی حثمۃ عن الشفاء بنت عبداللہ قالت دخل علیّ بیتی عمر بن الخطاب فوجد عندی رجلین نائمین فقال وما شان ھذین ما شھدا معی الصلوٰۃ؟ قلت یا امیرالمؤمنین صلیا مع الناس و کان ذلک فی رمضان فلم یزالا یصلیان حتی اصبحا وصلیا الصبح و ناما، فقال عمر لان اصلی الصبح فی جماعۃ احب الی من ان اصلی لیلۃ حتی اصبح۔ نذیر احمد

جامعہ وابن ابی الدنیا فی التہجد و
ابن خزیمۃ فی صحیحہ والحاکم فی المستدرک
وصححہ والبیہقی فی سننہ عن ابی امامۃ
الباھلی واحمد والترمذی وحسنہ و
الحاکم والبیہقی عن بلال والطبرانی فی
الکبیر عن سلمان الفارسی وابن السنی
عن جابر بن عبد اللہ وابن عساکر
عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہم
اجمعین۔

ابن ابی الدنیا نے کتاب التہجد ، ابن خزیمہ نے اپنی
صحیح اور حاکم نے مستدرک میں روایت کرکے صحیح کہا،
اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوامامہ باہلی سے ،
اور احمد اور ترمذی نے صحیح قرار دیتے ہوئے روایت کیا، حاکم
اور بیہقی نے حضرت بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت
کیا ہے اور طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت سلمان
فارسی سے ، اور ابن سنی نے حضرت جابر بن عبد اللہ
سے اور ابن عساکر نے حضرت ابودرداء رضی اللہ
تعالٰی عنہم اجمعین سے روایت کیا ہے ۔

تو فوتِ جماعت کا الزام تہجد کے سر رکھنا قرآن وحدیث کے خلاف ہے اگر میزانِ شرعِ مطہر لے کر اپنے اقوال و افعال
تولے تو کھل جائے کہ یہ الزام خود اسی کے سر تھا بھلا یہ تہجد وقیلولہ وہ ہیں جو اس نے خود ایجاد کئے جب تو انھیں
تفویتِ شعارِ عظیم اسلام کے لئے کیوں عذر بناتا ہے اور اگر وہ ہیں جو حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے قولاً
وفعلاً منقول ہوئے تو بتائیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کب ایسے تہجد وقیلولہ کی طرف بلایا جن سے
جماعتِ فریضہ فوت ہو، کیا قرآن وحدیث ایسے ہی تہجد کی ترغیب دیتے ہیں ، کیا سلف صالح نے ایسے ہی قیام لیل
کئے ہیں ! حاشا وکلا ؎

www.alahazratnetwork.org

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

(اے اعرابی ! مجھے ڈر ہے کہ تُو کعبہ کو نہیں پہنچے گا کیونکہ جس راستہ پر تُو چل رہا ہے
وہ ترکستان کو جاتا ہے)

یا ہذا سنت ادا کیا چاہتا ہے تو بروجہ سنت ادا کر، یہ کیا کہ سنت لیجئے اور واجب فوت کیجئے ، ذرا بگوشِ ہوش سن
اگرچہ حق تلخ گزرے ، وسوسہ ڈالنے والے نے تجھے یہ جھوٹا بہانہ سکھایا کہ اسے مفتیانِ زمانہ پر پیش کرے
جس کا خیال ترغیباتِ تہجد کی طرف جائے تجھے تفویتِ جماعت کی اجازت دے جس کی نظر تاکیداتِ جماعت
پر جائے تجھے ترکِ تہجد کی مشورت دے کہ من ابتلی ببلیتین اختار اھونہما (دو بلاؤں میں مبتلا
شخص ان دو میں سے آسان کو اختیار کرے ۔ت) بہرحال مفتیوں سے ایک نہ ایک کے ترک کی دستاویز
نقد ہے مگر حاشا خدامِ فقہ وحدیث نہ تجھے تفویتِ واجب کا فتوٰی دیں گے نہ عادی تہجد کو ترکِ تہجد کی ہدایت

کرکے ارشادِ حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

یاعبد اللہ لاتکن مثل فلان کان یقوم اللیل فترک قیام اللیل[1] رواہ الشیخان عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہو جو رات کا قیام کرتا تھا مگر اب اس نے ترک کردیا۔ اسے بخاری ومسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے۔ (ت)

کا خلاف کریں گے۔ یہ اس لئے کہ وہ بتوفیقہ عزوجل حقیقتِ امر سے آگاہ ہیں اُن کے یہاں عقلِ سلیم ونظرِ قویم دو عادل گواہ شہادت دے چکے ہیں کہ تہجد وجماعت میں تعارض نہیں اُن میں کوئی دوسرے کی تفویت کا داعی نہیں بلکہ یہ ہوائے نفس شریرہ وسوئے طرز تدبیر سے ناشی ہوا یاھذا اگر تو وقتِ جماعت جاگتا ہوتا اور بطلب آرام پڑا رہتا ہے جب تو صراحۃً آثم وتارک واجب اور اس عذرِ باطل میں مبطل وکاذب ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الجفاء کل الجفاء والکفر والنفاق من سمع منادی اللہ ینادی الی الصلوٰۃ فلا یجیبہ[2] حدیث حسن قد ذکرنا تخریجہ ولفظ الطبرانی ینادی بالصلاۃ ویدعو الی الفلاح[3]۔

ظلم پورا ظلم اور کفر اور نفاق ہے کہ آدمی اللہ کے منادی کو نماز کی طرف بلاتا سُنے اور حاضر نہ ہو۔ یہ حدیث حسن ہے اس کی تخریج کا ذکر ہم نے پیچھے کردیا ہے۔ طبرانی کے الفاظ یوں ہیں: "نماز کی طرف بلانے والے اور فلاح کی دعوت دینے والے کو سُنے"۔

اور اگر ایسا نہیں تو اپنی حالت جانچ کہ یہ فتنۂ خواب کیونکر جاگا اور یہ فساد عجاب کہاں سے پیدا ہوا اس کی تدبیر کر۔ کیا تُو قیلولہ ایسے تنگ وقت کرتا ہے کہ وقتِ جماعت نزدیک ہوتا ہے ناچار ہوشیار نہیں ہونے پاتا، یوں ہے تو اول وقت خواب کر، اولیائے کرام قدسنا اللہ تعالٰی باسرارہم نے قیلولہ کے لئے خالی وقت رکھا ہے جس میں نماز وتلاوت نہیں یعنی ضحوہ کبرٰی سے نصف النہار تک، وہ فرماتے ہیں چاشت وغیرہ سے فارغ ہوکر خواب خوب ہے کہ اس سے تہجد میں مدد ملتی ہے اور ٹھیک دوپہر ہونے سے کچھ پہلے جاگنا چاہئے کہ پیش از زوال

---

[1] صحیح البخاری باب ماکرہ من ترک قیام اللیل الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۵۴
[2] مسند احمد بن حنبل حدیث معاذ بن انس رضی اللہ عنہ " دار الفکر بیروت ۳/۴۳۹
[3] المعجم الکبیر از معاذ بن انس حدیث ۳۹۴ " مکتبہ فیصلیہ بیروت ۲۰/۱۸۳

وضووغیرہ سے فارغ ہوکر وقتِ زوال کہ ابتدائے ظہر ہے ذکر وتلاوت میں مشغول ہو۔ امام اجل شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سُہروردی رضی اللہ تعالٰی عنہ عوارف شریف میں فرماتے ہیں:

النوم بعد الفراغ من صلاۃ الضحٰی و بعد الفراغ من اعداد اخر من الرکعات حسن قال سفیٰن کان یعجبھم اذا فرغوا ان یناموا طلبا للسلامۃ وھذا النوم فیہ فوائد منھا انہ یعین علی قیام اللیل (الی قولہ قدس سرہ) وینبغی ان یکون انتباھہ من نوم النھار قبل الزوال بساعۃ حتی یتمکن من الوضوء والطھارۃ قبل الاستواء بحیث یکون وقت الاستواء مستقبل قبلۃ ذاکرا اومسبحا اوتالیا الخ۔

نمازِ چاشت سے فراغت کے بعد اور اس کے بعد کی مقررہ تعداد کی رکعتیں ادا کرکے سونا اچھا اور مناسب ہے۔ سفیان ثوری نے فرمایا کہ صوفیہ کرام جب نماز واوراد سے فارغ ہوجاتے تو سلامتی اور عافیت کے لئے سونے کو پسند کرتے تھے اور اس (دوپہر سے قبل) سونے میں متعدد فوائد ہیں ان میں سے ایک رات کے قیام (شب بیداری) میں مدد ملتی ہے۔ (آگے چل کر شیخ قدس سرہ نے فرمایا:) طالب حقیقت کو چاہئے کہ زوال سے کچھ وقت پہلے نیند سے بیدار ہوجائے تاکہ استواء سے پہلے وضو اور طہارت سے فارغ ہوکر استواء کے وقت (جو ابتدائے ظہر ہے) قبلہ رُخ ہوکر ذکر یا تسبیح یا تلاوت میں مصروف ہوجائے الخ (ت)

www.alahazratnetwork.org

ظاہر ہے کہ جو پیش از زوال بیدار ہولیا اس سے فوتِ جماعت کے کوئی معنی ہی نہیں۔ کیا اس وقت سونے میں تجھے کچھ عذر ہے، اچھا ٹھیک دوپہر کو سو مگر نہ اتنا کہ وقتِ جماعت آجائے، ایک ساعت قلیلہ قیلولہ بس ہے، اگر طولِ خواب سے خوف کرتا ہے تکیہ نہ رکھ بچھونا نہ بچھا کہ بے تکیہ و بے بستر سونا بھی مسنون ہے، سوتے وقت دل کو خیالِ جماعت سے خوب متعلق رکھ کہ فکر کی نیند غافل نہیں ہوتی، کھانا حتی الامکان علی الصباح کھا کہ وقتِ نوم تک بخاراتِ طعام فرو ہولیں اور طولِ منام کے باعث نہ ہوں، سب سے بہتر علاج تقلیل غذا ہے۔ سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما ملأ اٰدمی وعاءً شرًّا من بطنہ بحسب ابن اٰدم اکلاتٌ یقمن صلبہ فان کان لامحالۃ فثلث لطعامہ وثلث

آدمی نے کوئی برتن پیٹ سے بدتر نہ بھرا آدمی کو بہت ہیں چند لقمے جو اس کی پیٹھ سیدھی رکھیں اور اگر یوں نہ گزرے تو تہائی پیٹ کھانے کے لئے تہائی

ف: عوارف المعارف ملحق احیاء العلوم الباب الخمسون فی ذکر العمل فی جمیع النہار مطبوعہ مطبع المشہد الحسینی قاہرہ مصر ص ۱۹۵

لشرابه وثلث لنفسه[1] رواه الترمذی وحسنه وابن ماجة وابن حبان عن المقدام بن معدیکرب رضی الله تعالٰی عنه۔

پانی تہائی سانس کو رکھے۔ اسے ترمذی نے روایت کرکے حسن کہا۔ ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔

پیٹ بھر کر قیامِ لیل کا شوق رکھنا بانجھ سے بچہ مانگنا ہے، جو بہت کھائے گا بہت پئے گا، جو بہت پئے گا بہت سوئے گا، جو بہت سوئے گا آپ ہی یہ خیرات و برکات کھوئے گا۔

استغفر الله من قول بلا عمل
لقد نسبت به نسلا لذی عقم

(میں اللہ تعالٰی سے بلا عمل قول سے توبہ کرتا ہوں، تحقیق بانجھ عورت کو بچّے کے ساتھ نسل کے اعتبار سے منسوب کیا گیا ہے)

ولہذا حدیث میں آیا حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

ان کثرة الاکل شؤم[2]۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان عن ام المؤمنین رضی الله تعالٰی عنها۔

بیشک بہت کھانا منحوس ہے۔ اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا ہے۔

یُوں بھی نہ گزرسکے تو قیامِ لیل میں تخفیف کردو رکعتیں خفیف و تام بعد نمازِ عشاء ذرا سونے کے بعد شب میں کسی وقت پڑھنی اگرچہ آدھی رات سے پہلے ادائے تہجد کو بس ہیں، مثلاً نو بجے عشا پڑھ کر سو رہا دس بجے اُٹھ کر دو رکعتیں پڑھ لیں تہجد ہوگیا، حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یحسب احدکم اذا قام من اللیل یصلی حتی یصبح انه قد تهجد انما التهجد المرء یصلی الصلوٰة بعد رقدة[3]۔ رواہ الطبرانی عن الحجاج بن عمرو رضی الله تعالٰی

تم میں کسی کا یہ گمان ہے کہ رات کو اُٹھ کر صبح تک نماز پڑھے جبھی تہجد ہو تہجد صرف اس کا نام ہے کہ آدمی ذرا سو کر نماز پڑھے۔ اس کو طبرانی نے حجاج بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سندِ حسن ان شاء اللہ

---

[1] جامع الترمذی باب ماجاء فی کراہیۃ کثرۃ الاکل مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/ ۶۰

[2] شعب الایمان الفصل الثانی فی کثرۃ الاکل حدیث ۵۶۶۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۵/ ۳۲

[3] المعجم الکبیر مروی از حجاج بن عمرو حدیث ۳۲۱۶ // مکتبہ فیصلیہ بیروت ۳/ ۲۲۵

عنہ بسند حسن انؑ شاء اللہ تعالیٰ۔ تعالیٰ سے روایت کیا ہے۔

سوتے وقت اللہ عزوجل سے توفیق جماعت کی دُعا اور اُس پر سچا توکل مولیٰ تبارک وتعالیٰ جب تیرا حسنِ نیت وصدق عزیمت دیکھے گا ضرور تیری مدد فرمائے گا۔ من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ[1] (جو اللہ تعالیٰ پر توکل وبھروسہ کرتا ہے اس کے لئے اللہ کافی ہے۔ ت) عوارف شریف میں ہے:

لتغییر العادۃ فی الوسادۃ والغطاء والوطاء تاثیر فی ذلک ومن ترک شیئا من ذلک و اللہ عالم بنیتہ وعزیمتہ یثیبہ علی ذلک بتیسیر ما رام[2]۔

کیونکہ تکیہ، بچھونے اور لحاف وغیرہ میں عادت کو بدل دینا یعنی ان کو ترک کردینا اس سلسلہ میں بہت مؤثر ہے اور جو ان اشیاء میں سے کسی کو ترک کردے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیت وارادہ کو دیکھتے ہوئے اس کے مقصد میں سہولت پیدا فرمادیتا ہے یعنی کم خوابی کے آداب اس کو میسر آجاتے ہیں (ت)

اپنے اہلِ خانہ وغیرہم سے کسی معتمد کو متعین کرکے وقتِ جماعت سے پہلے جگادے

کما وکل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلالا رضی اللہ تعالیٰ عنہ لیلۃ التعریس۔

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لیلۃ التعریس میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیدار کرنے کی ذمہ داری سونپی تھی (ت)

www.alahazratnetwork.org

ان ساتوں تدبیروں کے بعد کسی وقت سوئے ان شاء اللہ تعالیٰ فوتِ جماعت سے محفوظ ہوگا اور اگر شاید اتفاق سے کسی دن آنکھ نہ بھی کھلی اور جگانے والا بھی بھول گیا یا سورہا کما وقع لسیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ

ع علق بالمشیۃ لان فیہ ابن لھیعۃ والکلام فیہ معروف والاصوب فیہ عندی ان حدیثہ حسن ان شاء اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ (م)

مشیت باری تعالیٰ کے ساتھ معلق کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں ابن لھیعہ ہیں اور ان میں کلام معروف ہے اور اس کے بارے میں میری رائے میں یوں کہنا چاہئے اس کی حدیث ان شاء اللہ تعالیٰ حسن ہے ۱۲ منہ (ت)

---

[1] القرآن ۶۵/۳

[2] عوارف المعارف ملحق احیاء العلوم الباب السادس والاربعون الخ مطبوعہ مطبعۃ المشہد الحسینی قاہرہ مصر ص۱۸۴

عنہ (جیساکہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ واقعہ ہوا۔ ت) تو یہ اتفاقی عذر مسموع ہوگا اور امید ہے کہ صدقِ نیت وحُسنِ تدبیر پر ثوابِ جماعت پائے گا وباللہ التوفیق۔

کیا تیری مسجد میں بہت اول وقت جماعت کرتے ہیں کہ دوپہر سے اُس تک سونے کا وقفہ نہیں جب تو سب وقتوں سے چھُوٹ گیا سو کر پڑھی یا پڑھ کر سوئے بات تو ایک ہی ہے جماعت پڑھ ہی کر سوئے کہ خوف فوت اصلاً نہ رہے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم روزِ جمعہ کیا کرتے تھے

الشیخان عن سھل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ قال ماکنا نقیل ولا نتغذی الا بعد الجمعۃ[1] وفی لفظ للبخاری کنا نصلی مع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الجمعۃ ثم تکون القائلۃ[2] وعندہ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کنا نبکر الی الجمعۃ ثم نقیل[3]۔

بخاری ومسلم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے اور کھانا کھاتے تھے دوسری حدیث میں الفاظِ بخاری یہ ہیں ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کرتے پھر قیلولہ ہوتا تھا، اور بخاری میں ہی حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ ہم نمازِ جمعہ کی طرف جلدی جاتے تھے پھر قیلولہ کرتے تھے (ت)

www.alahazratnetwork.org

غرض یہ تین صورتیں ہیں پیش از زوال سو اٹھنا بعد جماعت سونا ان میں کوئی خدشہ ہی نہیں، اور تیسری صورت میں وہ سات تدبیریں ہیں رب عزوجل سے ڈرے اور بصدقِ عزیمت ان پر عمل کرے پھر دیکھیں کیونکر تہجد تفویتِ جماعت کا موجب ہوتا ہے، بالجملہ نہ ماہِ نیم ماہ کہ مہرِ نیمروز کی طرح روشن ہوا کہ عذر مذکور یکسر مدفوع و محض نامسموع، جماعت وتہجد میں اصلاً تعارض نہیں کہ ایک کا حفظ دوسرے کے ترک کی دستاویز کیجئے اور بوجہ تعذر جمع راہ ترجیح لیجئے ھذا ھو حق الجواب واللہ الھادی الی سبیل الصواب (اور یہی حق جواب ہے اور اللہ تعالٰی ہی راہِ صواب کی طرف ہادی ہے۔ ت)

با اینہمہ اگر اس تقدیرِ ضائع وفرضِ خلافِ واقع کا مان لینا ہی ضرور تو جماعتِ اولٰی پر تہجد کی ترجیح محض باطل ومہجور اگر حسبِ تصریح عامہ کتب تہجد مستحب وحسبِ اختیار جمہور مشائخ جماعت واجب مانئے جب تو ظاہر کہ واجب ومستحب کی کیا برابری، نہ کہ اس کو اس پر تفضیل وبرتری، اور اگر تہجد میں اعلی الاقوال کی طرف ترقی

---

[1] صحیح البخاری باب قول اللہ عزوجل فاذا قضیت الصلٰوۃ الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۲۸
[2] ؍؍ القائلہ بعد الجمعہ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍
[3] ؍؍ قول اللہ عزوجل فاذا قضیت الصلٰوۃ الخ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍

اور جماعت میں ادنی الاحوال کی جانب تنزل کرکے دونوں کو سنّت ہی مانئے تاہم تہجد کو جماعت سے کچھ نسبت نہیں جماعت بر تقدیر سنیت بھی تمام سنن حتی کہ سنّت فجر سے بھی اہم وآکد واعظم ہے ولہذا اگر امام کو نمازِ فجر میں پائے اور سمجھے کہ سُنتیں پڑھے گا تو تشہد بھی نہ ملے گا تو بالاجماع سنتیں ترک کرکے جماعت میں مل جائے والمسئلۃ منصوص علیہا فی کتب المذھب کافۃ (اس مسئلہ پر تمام کتبِ مذہب میں نص موجود ہے۔ ت)

طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں زیرِ قول مصنف الجماعۃ سنۃ فی الاصح (اصح قول کے مطابق جماعت سنّت ہے۔ ت) فرمایا:

وفی البدائع عامۃ المشائخ علی الوجوب وبہ جزم فی التحفۃ وغیرھا وفی جامع الفقہ اعدل الاقوال واقواھا الوجوب (الی ان قال) وعلی القول بانھا سنۃ ھی اٰکد من سنۃ الفجر[1]۔

بدائع میں ہے کہ عامہ مشائخ کے نزدیک جماعت واجب ہے۔ اسی پر تحفہ وغیرہا میں جزم ہے اور جامع الفقہ میں ہے سب سے معتدل اور مضبوط قول وجوب کا ہے (آگے چل کر کہا) جن کے قول پر جماعت سنت ہے ان کے نزدیک یہ سنّتِ فجر سے زیادہ مؤکد ہے۔ (ت)

ردالمحتار باب النوافل میں ہے:

www.alahazratnetwork.org

لیس لہ ترک صلاۃ الجماعۃ لانھا من الشعائر فھی اٰکد من سنۃ الفجر ولذا یترکھا لو خاف فوت الجماعۃ[2]۔

عالِم دین کیلئے باجماعت نماز کا ترک جائز نہیں کیونکہ یہ شعائرِ اسلام میں سے ہے اور اس میں فجر کی سنتوں سے زیادہ تاکید ہے یہی وجہ ہے کہ جماعت کے نہ ملنے کا خوف ہو تو سُننِ فجر کو ترک کیا جاسکتا ہے (ت)

اور سنّتِ فجر بالاتفاق بقیہ تمام سُنن سے افضل، ولہذا بصورتِ فوت مع الفریضہ بعد وقت قبل زوال اُن کی قضا کا حکم ہے بخلاف سائر سُنن کہ وقت کے بعد کسی کی قضا نہیں، ولہذا بلاعذر جیع سنّتِ فجر کو بیٹھ کر پڑھنا ناجائز بخلاف دیگر سنن کہ بے عذر بھی روا اگرچہ ثواب آدھا، ولہذا صاحبین رحمہما اللہ تعالٰی کہ قائل سنیت وتر ہوئے سنّتِ فجر کو اُس سے آکد ماننے کی طرف گئے، درمختار میں ہے:

السنن اٰکدھا سنۃ الفجر اتفاقا وقیل بوجوبھا فلا تجوز صلاتھا

وہ سنن جن پر سب سے زیادہ تاکید ہے وہ بالاتفاق فجر کی سنتیں ہیں، بعض نے انھیں واجب

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح باب الامامۃ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی ص ۱۵۶

[2] ردالمحتار باب الوتر والنوافل 〃 مصطفی البابی مصر ۱/۴۹۹

قاعدا بلاعذر علی الاصح ولایجوز ترکہا لعالم صار مرجعا فی الفتاوی بخلاف باقی السنن و تقضی اذا فاتت معہ بخلاف الباقی[1] اھ ملخصا

قرار دیا ہے لہذا اصح قول کے مطابق بغیر عذر کے ان کو بیٹھ کر ادا کرنا جائز نہ ہوگا اور اس عالم کے لئے بھی ان کا ترک جائز نہیں جو فتوٰی جات کے لئے مرجع بن چکا ہو یعنی فتوٰی نویسی سے فراغت نہ ملتی ہو بخلاف باقی سنن کے، یعنی باقی سنن کو لوگوں کی حاجت فتوٰی کے پیشِ نظر چھوڑ سکتا ہے اور یہ سنن فرائض کے ساتھ اگر فوت ہوجائیں تو انکی قضا ہے جبکہ باقی سنن کی قضا نہیں اھ تلخیصاً (ت)

بحرالرائق میں ہے:

سنۃ الفجر اقوی السنن باتفاق الروایات لما فی الصحیحین عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت لم یکن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی شیئ من النوافل اشد تعاھدا منہ علی رکعتی الفجر[2]

فجر کی سنتیں بالاتفاق باقی تمام سنن سے اقوٰی ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی حدیث سے ثابت ہے کہ رسالتماب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نوافل میں سب سے زیادہ حفاظت فجر کی سنتوں کی فرماتے تھے (ت)

www.alahazratnetwork.org

اُسی میں خلاصہ سے ہے:

اجمعوا علی ان رکعتی الفجر قاعدا من غیر عذر لاتجوز کذا روی الحسن عن ابی حنیفۃ[3]

تمام فقہا کا اتفاق ہے کہ بغیر عذر کے فجر کی سنتیں بیٹھ کر ادا کرنا جائز نہیں جیسا کہ حسن نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے (ت)

اُسی میں قنیہ سے ہے:

اذالم یسع وقت الفجر الا الوتر والفجر، اوالسنۃ والفجر فانہ یوتر و یترک السنۃ عند ابی حنیفۃ و عندھما السنۃ اولٰی من الوتر[4]

جب وقت فجر میں وتر و فجر یا سنن و فجر کی ادائیگی کے سوا گنجائش نہ رہے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک وتر ادا کرلئے جائیں اور سنتیں ترک کردی جائیں اور صاحبین کے ہاں سنتوں کی ادائیگی وتر کی ادائیگی سے افضل ہے۔ (ت)

---

[1] درمختار باب الوتر والنوافل مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۹۵
[2] بحرالرائق 〃 〃 ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۴۷
[3] 〃 〃 〃 〃 〃 〃
[4] 〃 〃 〃 〃 〃 ۲/۴۸

پھر مذہب اصح پر سنت قبلیہ ظہر بقیہ سنن سے آکد ہیں

صححه المحسن واستحسنه المحقق فی الفتح فقال وقد احسن لان نقل المواظبة الصریحة علیها اقوی من نقل مواظبته صلی الله تعالٰی علیه وسلم علی غیرها من غیر رکعتی الفجر[1] اھ وکذا صححه فی الدرایة والعنایة والنهایة وکذا ذکر تصحیحه العلامة نوح کما فی الطحطاوی علی مراقی الفلاح وکذا صححه فی البحر عن القنیة وعلله بورود الوعید وتبعه فی الدر۔

محسن نے اس کو صحیح اور محقق نے فتح میں اس کو مستحسن قرار دیا اور کہا انھوں نے اچھا کیا کیونکہ فجر کی سنتوں کے علاوہ سنن ظہر پر نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جو مواظبت صریحہ منقول ہے وہ دیگر نوافل کی مواظبت منقولہ سے زیادہ اقوی ہے اھ اور اسی طرح اسے درایہ، عنایہ اور نہایہ میں صحیح کہا اور اسی طرح علامہ نوح نے اس کی تصحیح ذکر کی جیسا کہ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں مذکور ہے۔ بحر میں قنیہ کے حوالے سے صحیح کہا اور اس کی علت یہ بیان کی کہ ان کے ترک پر وعید وارد ہے اور اس کی اتباع درمختار نے کی ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

اور امام شمس الائمہ حلوانی کے نزدیک سنت فجر کے بعد افضل و آکد رکعتیں مغرب ہیں پھر رکعتیں ظہر پھر رکعتیں عشا پھر قبلیہ ظہر کما فی الفتح وغیرہ۔

قلت وعلیه مشی فی الهندیة عن تبیین الحقائق الامام الزیلعی فقال اقوی السنن رکعتا الفجر ثم سنة المغرب ثم التی بعد الظهر ثم التی بعد العشاء ثم التی قبل الظهر[2] (ملخصا)۔

قلت (میں کہتا ہوں) ہندیہ میں امام زیلعی کی تبیین الحقائق کے حوالے سے یہی بات بیان کرتے ہوئے کہا سب سے قوی اور مؤکد فجر کی سنتیں پھر سنت مغرب پھر بعدیہ ظہر پھر بعدیہ عشاء پھر قبلیہ ظہر (ملخصاً)۔ (ت)

پھر شک نہیں کہ ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نزدیک سب سنن رواتب تہجد سے اہم و آکد ہیں۔

اقول وکیف لا وقد ثبت استنانها مؤکدا من دون تردد بخلاف التهجد فان

اقول (میں کہتا ہوں) یہ کیسے نہ ہو حالانکہ ان سنن رواتب کا مؤکد ہونا بغیر کسی تردد کے ثابت ہے

---

[1] فتح القدیر باب النوافل مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۸۳

[2] تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ مطبعۃ کبرٰی امیریہ بولاق مصر ۱/۱۷۲

جمهور العلماء یعدونه من المندوبات حتی جاء المحقق ابن الھمام فبحث بحثا ولم یقطع قولا فتردد فی ندبه و استنانه مع التنصیص بان الادلة القولیة انما تفید الندب، ثم بحث تلمیذه المحقق ابن امیرالحاج اشبھیة سنیته علی مافیه من نزاع طویل ولولا غرابة المقام و مخافة الطویل لاتینا بما فیه من قال وقیل۔

بخلاف تہجد کے کیونکہ جمہور علماء اسے (یعنی تہجد کو) مندوبات میں شمار کرتے ہیں حتی کہ محقق ابن ہمام جب اس مسئلہ پر پہنچے تو انہوں نے خوب بحث کی لیکن وہ بھی اس بارے میں کوئی قطعی قول نہ کر سکے اور اس کے مندوب و مسنون ہونے میں متردد ہوئے، باوجود اس تنصیص کے کہ ادلّہ قولیہ اس کے مندوب ہونے کو ظاہر کرتی ہیں، پھر ان کے شاگرد محقق ابن امیرالحاج نے اس کے سنّت ہونے کو اشبہ و مختار کیا۔ علاوہ ازیں اس میں طویل نزاع کو ذکر کیا ہے اگر غرابتِ مقام اور طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ہم وہ تمام گفتگو یہاں ذکر کردیتے۔ (ت)

ولہذا ہمارے علماء سنن رواتب کی نسبت فرماتے ہیں:

انها لتاکدها اشبهت الفریضة کما فی الدر۔[1]

یہ سنن رواتب تاکید کی بنا پر فرائض کے مشابہ ہیں جیسا کہ دُر میں ہے۔ (ت)

اور یہی مذہب جمہور و مشرب منصور ہے

وان خالفهم الامام ابو اسحاق المروزی من الشافعیة فقال بتفضیل التهجد مطلقا وتبعه الامام الاجل ابوزکریا النووی الشافعی فی المنهاج مستدلا بما لاحجة له فیه عند التدقیق کما بیناه فی

اگرچہ امام ابواسحاق شافعی مروزی نے ہمارے اصحاب کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ تہجد ہر حال میں سنن رواتب سے افضل ہے، امام اجل ابوزکریا نووی شافعی نے منہاج میں اسی دلیل دیتے ہوئے ان کی اتباع کی کہ جو تحقیق و تدقیق کے بعد حجت نہیں بن سکتی جیسا کہ ہم نے

ع اخرجه الائمة احمد و مسلم و للاربعة عن ابی هریرة و محمد بن هارون الرویانی فی مسنده والطبرانی

اسے امام احمد، امام مسلم اور دیگر چاروں محدثین ائمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے، اور شیخ محمد بن ہارون رویانی نے اپنی مسند اور (باقی بر صفحہ آئندہ)

[1] درمختار باب الوتر والنوافل مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۹۵

بعض تعلیقاتنا وقد علمت مذھب اصحابنا — اپنے بعض حواشی میں اسے بیان کیاہے اور آپ جانتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

فی الکبیر عن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہما قالا قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم افضل الصلٰوۃ بعد المکتوبات صلاۃ فی جوف اللیل[1] فحملہ ابواسحٰق المروزی و من وافقہ علی ظاھرہ فقالوا ان صلٰوۃ اللیل افضل من السنن الراتبۃ قال الامام النووی وقال اکثر اصحابنا الرواتب افضل لانھا تشبہ الفرائض قال والاول اقوی واوفق للحدیث[2] اھ وتبعہ العلامۃ میرک فقال فیہ حجۃ لابی اسحٰق المروزی من شافعیۃ علی ان صلاۃ اللیل افضل من الرواتب وقال اکثر العلماء ان الرواتب افضل و الاول اقوی لنص ھذا الحدیث قال وقد یجاب بان معناہ من افضل الصلاۃ وھو خلاف سیاق الحدیث[3] اھ اما موافقوا الجمھور فاولوہ بان المراد الفرائض وتوابعھا ای کان الرواتب لشدۃ التصاقھا بالمکتوبات و شبھھا بھا دخلت فی قولہ صلی اللہ

طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت جندب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا، دونوں صحابی کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: فرائض کے بعد سب سے افضل نماز رات کے درمیانی حصہ کی نماز ہے۔ امام ابواسحاق مروزی اور ان کے ساتھ موافقت رکھنے والے علماء نے اسے اپنے ظاہری معنی پر محمول کرتے ہوئے کہا کہ رات کی نماز سنن راتبہ سے افضل ہے۔ امام نووی نے کہا کہ ہمارے اکثر علماء نے فرمایا کہ سنن راتبہ افضل ہیں کیونکہ وہ فرائض کے مشابہ ہیں اور فرمایا پہلا قول اقوی اور حدیث کے زیادہ موافق ہے اھ علامہ میرک نے اسی کا اتباع کرتے ہوئے کہا کہ یہ حدیث امام ابواسحاق مروزی شافعی کی اس بات پر دلیل ہے کہ رات کی نماز سنن راتبہ سے افضل ہے اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ سنن مؤکدہ افضل ہیں۔ مگر پہلا قول اس نص حدیث کی وجہ سے قوی ہے، اور کہا کہ بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ رات کی نماز افضل نمازوں میں سے ہے، اور یہ سیاقِ حدیث کے خلاف ہے اھ بہرحال جو جمہور کی موافقت کرنے والے ہیں وہ اس کی تاویل یوں کرتے ہیں کہ یہاں اس سے مراد فرائض اور ان کے توابع دونوں ہیں یعنی نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

(باقی برصفحہ آئندہ)

www.alahazratnetwork.org

[1] صحیح مسلم، کتاب الصوم ۱/۳۶۸ [2] شرح صحیح مسلم للنووی ۱/۳۶۹ [3] مرقات المفاتیح بحوالہ علامہ میرک ۳/۳۱۱

واجماعھم علی ان الاقوی | ہیں کہ ہمارے اصحاب کا مذہب اور اجماع اس بات پر ہے کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

تعالیٰ علیہ وسلم بعد المکتوبۃ قال المولی علی القاری فی المرقاۃ افضل الصلوٰۃ بعد المفروضۃ ای توابعھا من السنن المؤکدۃ[1] اھ وقال المناوی فی تیسیرای ولواحقھا من الرواتب ونحوھا من کل نفل یسن جماعۃ اذھو افضل من مطلق النفل علی الاصح[2] اھ و مثلھا فی السراج المنیر للعزیزی وقال محمد الحفنی فی تعلیقاتہ علی الجامع الصغیر ای النفل المطلق فی اللیل افضل منہ فی النھار والا فالراتبۃ فی النھار افضل من التہجد[3] اھ و ابدی القاری جوابین اخرین فقال وقد یقال التہجد افضل من حیث زیادۃ مشقتہ علی النفس وبعدہ عن الریاء والرواتب افضل من حیث الأکدیۃ فی المتابعۃ للمفروضۃ فلا منافاۃ[1] اھ ای ان التہجد لہ ھذا الفضل الجزئی علی الرواتب فلا ینافی فضلھا الکلی قال او یقال صلاۃ اللیل افضل لاشتمالھا

کے ارشادِ گرامی "فرائض کے بعد" کے تحت سنن راتبہ بھی داخل ہیں کیونکہ سنن مؤکدہ کا فرائض کے ساتھ شدید اتصال اور مشابہت ہے۔ ملا علی قاری مرقات میں لکھتے ہیں افضل الصلاۃ بعد المفروضۃ یعنی بعد سنن مؤکدہ کے اھ مناوی تیسیر میں لکھتے ہیں اور یعنی فرائض سے ان کے لواحق (سنن مؤکدہ) اور وہ نوافل جن کی جماعت سنت ہے تمام مراد ہیں کیونکہ اصح قول کے مطابق وہ مطلق نفل سے افضل ہیں اھ یہی بات عزیزی کی سراج منیر میں ہے۔ محمد حفنی اپنی تعلیقات علی الجامع الصغیر میں لکھتے ہیں رات کے نوافل مطلقاً دن کے نوافل سے افضل ہیں ورنہ سنن راتبہ جو دن میں ہیں وہ تہجد سے افضل ہیں اھ اور ملا علی قاری نے دو جواب اور دئے اور کہا کبھی یوں کہا جاتا ہے کہ تہجد نفس پر زیادہ مشقت اور ریا سے دوری کی وجہ سے افضل ہے اور سنن جو فرائض کے ساتھ ہیں وہ فرائض کی متابعت میں زیادہ مؤکد ہیں وہ اس اعتبار سے افضل ہیں لہٰذا ان میں کوئی منافات نہیں ہے اھ یعنی اگر تہجد کو سننِ مؤکدہ پر یہ فضیلت جزئی حاصل ہے تو یہ ان کی فضیلتِ کلی کے منافی نہیں ہے۔ فرمایا یا یوں کہا جاسکتا ہے کہ رات کی نماز (تہجد) افضل اس

(باقی اگلے صفحہ پر)

[1] مرقات المفاتیح حدیث ۱۲۳۶ ۳/ ۳۱۱ [2] التیسیر مطبوعہ الریاض ۱/ ۸۵ [3] تعلیقات الحفنی علی السراج المنیر مصر ۱/ ۲۴۴
[4] [illegible]

www.alahazratnetwork.org

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

علی الوتر الذی ھو من الواجبات[۱] اھ اقول ھذا لایصلح بیانا لمعنی کلام الشارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذ لاواجب عندہ انما ثمہ طلب جازم فافتراض اوغیر جازم فندب کما حققہ المحقق حیث اطلق فی الفتح فان کان الوتر عندہ واجبا دخل فی ثنیۃ المکتوبۃ ولو ترک قولہ الذی ھو من الواجبات وھی الکلام علی استثناء الوتر کما ھو مذھب الصاحبین لم یتجہ ایضا لان سنۃ الفجر افضل من الوتر علی قولھما کما سمعت اقول وظھر للعبد الضعیف جواب حسن احسن من کل ماسبق وھو ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لم یقل ان التھجد افضل الصلوۃ بعد المکتوبات حتی یکون دلیلا لمن شذ انما قال صلوۃ اللیل فان ثبت ان صلاۃ اللیل تشتمل علی نافلۃ غیر التھجد ھی افضل النوافل مطلقا حتی رواتب سقط

لئے ہے کہ وہ وتر پر مشتمل ہے جو کہ واجبات سے ہے اھ **اقول** (میں کہتا ہوں) یہ بیان کلام شارع کے معنی کا بیان بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا کیونکہ اس کے ہاں کوئی واجب نہیں ہے وہاں تو طلب جازم ہو تو افتراض ہے اگر جازم نہ ہو تو ندب ہے جیسا کہ فتح میں محقق نے تحقیق کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے۔ اگر شارع کے ہاں وتر واجب ہوتا تو وہ فرض میں شامل ہوتا اور اگر ملا علی قاری کے قول الذی ھو من الواجبات کو چھوڑ دیا جائے یعنی ان کے کلام میں وتر کو استثناء پر محمول کیا جائے جیسا کہ صاحبین کا مذہب ہے تو بھی درست نہیں کیونکہ آپ سن چکے کہ ان کے قول کے مطابق فجر کی سنتیں وتر سے افضل ہیں **اقول** (میں کہتا ہوں) اس عبد ضعیف کے لئے ایک ایسا جواب ظاہر ہوا ہے جو مذکورہ تمام جوابات سے احسن ہے وہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تہجد فرائض کے بعد افضل صلوۃ ہے، حتی کہ یہ مخالفین جمہور کی دلیل بنے؛ بلکہ آپ نے صلوۃ اللیل (رات کی نماز) فرمایا ہے اب اگر یہ ثابت ہو جائے کہ رات کی نماز تہجد کے علاوہ دیگر نوافل پر بھی مشتمل ہے جو کہ مطلق نوافل حتی کہ سنن مؤکدہ سے بھی افضل ہو تو پھر اس حدیث سے

[۱] مرقات المفاتیح حدیث ۱۲۳۶ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۳/ ۳۱۲

(باقی بر صفحہ آئندہ)

فلاعليك من جنوح الفاضل ميرك ہیں اور فاضل میرک کی بحث وگفتگو قابل توجہ نہیں

وباللہ التوفیق تعالیٰ وتبارک۔ وباللہ التوفیق تعالیٰ وتبارک ۔(ت)

تو تہجد جماعت کے کمتر از کمتر از کمتر سے کمتر پانچویں درجہ میں واقع ہے سب سے آکد جماعت پھر سنّتِ فجر پھر قبلیۂ ظہر پھر باقی رواتب پھر تہجد وغیرہ سنن ونوافل، اور دوسرے قول پر تو کہیں ساتویں درجے میں جا کر پڑے گا کہ سب سے اقوی جماعت پھر سنّتِ فجر پھر سنت مغرب پھر بعدیۂ ظہر پھر بعدیۂ عشا پھر قبلیۂ ظہر پھر تہجد وغیرہا۔ پس تہجد کو سنت ٹھہرا کر بھی جماعت سے افضل کیا، برابر کہنے کی بھی اصلاً کوئی راہ نہیں، نہ کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الاحتجاج به وهو ثابت بحمد الله تعالٰى بحديث الصحيحين عن ام المؤمنين الصديقة رضى الله تعالٰى عنها قالت كان النبى صلى الله تعالٰى عليه وسلم يصلى من الليل ثلث عشرة ركعة منها الوتر وركعتا الفجر فهذه ام المؤمنين وامام الفقهاء والمحدثين وغرة العرب العرباء الافصحين رضى الله تعالٰى عنها قد عدت سنة الفجر من صلاة الليل فهذه هى النافلة التى تفوق الصلوات كلها بعد المكتوبة فبالاشتمال عليها فضلت صلٰوة الليل على صلاة النهار بالاطلاق فهذا الجواب القاطع بحمد الله تعالٰى ثم لاغرو من الامام الاجل النووى انما العجب من العلامة ميرك كيف تبعه وخالف اجماع ائمة مذهبه على ان سنة الفجر اكد النوافل مطلقا وبالله التوفيق ۱۲ منہ (م)

استدلال ساقط ہوجائیگا اور یہ بات بحمد اللہ تعالٰی بخاری ومسلم کی اس حدیث سے ثابت ہے جو ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعت پڑھتے تھے ان میں وتر اور فجر کی سنتیں بھی ہوتی تھیں۔ یاد رہے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا ام المومنین، امام الفقہاء والمحدثین اور سرتاجِ فصحاء وبلغاء ہیں انھوں نے سنّتِ فجر کو رات کی نمازمیں شمار فرمایا ہے پس یہ نوافل فرائض کے بعد تمام نمازوں پر افضل ٹھہرے، چونکہ یہ نوافل صلٰوۃ اللیل پر بھی مشتمل ہیں اس لئے رات کی نماز دن کی ہر نماز سے افضل قرار پائی۔ بحمد اللہ تعالٰی یہ قاطع جواب ہے۔ پھر امام نووی پر تو کوئی افسوس نہیں تعجب تو علامہ میرک پر ہے کہ انھوں نے امام نووی کی اتباع کرتے ہوئے اپنے ائمہ مذہب کے خلاف بات کیوں کہی حالانکہ ائمہ مذہب کا اتفاق ہے کہ سنّتِ فجر مطلقاً نوافل سے مؤکد ہیں خواہ رات کے ہوں یا دن کے، وباللہ التوفیق ۱۲ منہ (ت)

---

[1] صحیح البخاری کتاب التہجد باب کیف صلٰوۃ اللیل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۵۳

www.alahazratnetwork.org

مستحب مان کر، اگر کہئے یہاں کلام جماعتِ اولیٰ میں ہے کہ سوال میں اُس کی تصریح موجود اور وہ واجب یا اُس اعلیٰ درجہ کی مؤکد مطلق جماعت ہے نہ خاص جماعتِ اولیٰ بلکہ وہ صرف افضل و اولیٰ اور فضل تہجد اُس سے اعظم و اعلیٰ تو حفظ تہجد کے لئے ترک اولیٰ جائز و روا اگرچہ افضل اتیان و ادا۔

اقول وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے کہتا ہوں۔ت) قطع نظر اس سے کہ جب تعارض مسلّم اور فضلِ تہجد آکد و اعظم تو حفظِ تہجد کو ترک اُولیٰ نہ ترک اَولیٰ، بلکہ ترک ہی اَولیٰ کما لا یخفی (جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔ت) یہ تاصیل و تفریع سراسر بے اصل و احداث شنیع کہ نہ احادیث حضور پُرنور سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام اُس کے مساعد، نہ کلمات و روایاتِ علمائے کرام و فقہائے عظام مؤید و شاہد، اگر ایسا ہو تو بے عذر فوت تہجد وغیرہ بھلے چنگے بیٹھے بٹھائے بھی جماعتِ اولیٰ قصداً فوت کردینا جائز و روا ہو جبکہ ایک آدمی اپنے ساتھ جماعت کے لئے حاضر و مہیا ہو کہ آخر کچھ گناہ نہ کیا صرف ایک اولویت ترک کی جس میں حکم کراہت بھی نہیں، معاذ اللہ مسلمان اگر اس پر عمل کریں تو امر جماعت میں کس قدر تفرقہ شنیعہ واقع ہوتا ہے وجوب جان کر ترک پر سخت سخت وعیدیں سُن کر تو بہت لوگ کسل و کاہلی کر جاتے ہیں کاش یہ سُن پائیں کہ جماعتِ اولیٰ کی حاضری شرعاً کچھ ضرور نہیں ایک بہتر بات ہے کی کی نہ کی نہ کی، تو ابھی جو رہا سہا انتظام ہے سب درہم برہم ہوا جاتا ہے، لوگ مزے سے اذان سُنیں اور اپنے لہو و لعب میں مشغول رہیں کہ جلدی کیا ہے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ بنا لیں گے، کیا ایسی ہی متفرق بے نظم جماعتوں کی طرف حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بلایا، کیا انھیں کے ترک پر سخت سخت جگر شگاف وعیدوں کا حکم سنایا! حاش للہ ثم حاش للہ! ذرا نگاہِ انصاف درکار کہ یہ قصداً تفریقِ جماعت و تقلیلِ حضار کس قدر مقاصدِ شرع سے دُور اور نورانیتِ حق و صواب سے بعید و مہجور ہے نہیں نہیں بلکہ یقیناً وجوب و تاکد مذکور، خاص جماعتِ اولیٰ کے لئے منظور اور وہی صدر اول سے معہود، اور وہی احادیث وعید علی الترک میں مقصود، اور زنہار زنہار ہرگز جائز نہیں کہ بے عذر مقبول شرعی جماعتِ ثانیہ کے بھروسے پر جماعت اولیٰ قصداً چھوڑ دیجئے اور داعی الٰہی کی اجابت نہ کیجئے، جماعتِ ثانیہ کی تشریع اس غرض سے ہے کہ احیاناً بعض مسلمین کسی عذر صحیح مثل مدافعتِ اخبثین یا حاجت طعام وغیرہا کے باعث جماعت اُولٰے سے رہ جائیں وہ برکت جماعت سے مطلقاً محرومی نہ پائیں بے اعلان[ع] و تداعی محراب سے جدا ایک گوشے میں جماعت کرلیں نہ کہ اذان ہوتی رہے داعی الٰہی پکارا کرے جماعتِ اُولیٰ ہوا کرے (یہ) مزے سے گھر میں بیٹھے باتیں بنائیں یا پاؤں پھیلا کر آرام فرمائیں کہ عجلت کیا ہے ہم اور کرلیں گے یہ قطعاً یقیناً بدعتِ سیئہ شنیعہ ہے۔

ع اعلان و تداعی معروف شرعی کہ نماز کے لئے مقرر ہے یعنی اذان ۱۲ منہ (م)

ھذا مما لایشك فیه من دخل بستان الفقه فشم عرفا لانوارہ الفائحۃ اوفتح اجفان الفکر نشام برقا من انوارہ اللائحۃ ومالنا نسترسل فی سوق البراھین علی مثل ھذا الواضح المبین ولکن لاباس ان نذکر شیئا من التنبیہ لیستظھر الفقیہ ویتذکر النبیہ۔

اس بارے میں اس شخص کو ہرگز شک نہیں ہوسکتا جس نے گلستانِ فقہ کے مہکتے ہوئے پھولوں سے کچھ خوشبو پائی ہو یا اسکے روشن انوار سے مشامِ جان کو معطر کیا ہو اور ہم اس معاملہ کو ترک نہیں کرسکتے باوجودیکہ اس پر واضح دلائل موجود ہیں کوئی حرج نہیں کہ ہم تنبیہ ذکر کردیں تاکہ صاحبِ فقہ پر استحضار ہوجائے اور صاحبِ فہم محفوظ کرے۔ (ت)

فاقول وبہ نستعین (میں اللہ تعالٰی کی مدد سے کہتا ہوں۔ت) **اولاً** فقیر غفراللہ تعالٰی لہ کا ایک موجز وجامع رسالہ مسمّٰی بنامِ تاریخی حسن البراعۃ فی تنقیح حکم الجماعۃ ہے جس میں بفضلہٖ سبحٰنہ وتعالٰی حکم جماعت کی تحقیق حدیثی وفقہی اعلٰی درجۂ کمال وجمال پر موفق ہوئی ہمارے علماء سے درباب جماعت شاذ ومشہور ومقبول ومہجور چھ قول ماثور:

(۱) فرض عین	(۲) فرض کفایہ
(۳) واجب عین	(۴) واجب کفایہ
(۵) سنّتِ مؤکدہ	(۶) مستحب

www.alahazratnetwork.org

اس نفیس مبارک رسالہ نے بعونہٖ تعالٰی ثابت کردکھایا کہ ان اقوال میں اصلاً تدافع وتمانع نہیں سب حق وصحیح اور اپنے اپنے معنی پر ترجیح وتصحیح ہیں، یہ جلیل تحقیق جمیل توفیق وللہ الحمد والمنۃ عجب نادر وعنقائے مغرب ہے جس کا نام سُن کر ناظر متحیرانہ کہے ھذا الایکون وکیف یکون (یہ نہیں ہوسکتا اور کیسے ہوسکتا ہے۔ت) اور جب اس کی زاہر تحریر باہر تقریر پر اطلاع پائے متعجبانہ اعتراف کرے کہ لمثل ھذا فلیعمل العاملون (کام کرنے والوں کو ایسا ہی کام کرنا چاہئے۔ت)

اس رسالہ میں ہم نے احادیث عبداللہ بن عباس وابوہریرہ وبریدہ وکعب بن عجرہ وانس بن مالک وعثمان غنی وعمرو بن ام مکتوم وابوامامہ وجابر بن عبداللہ وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ثابت کیا کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اذان سُن کر حاضری واجب فرمائی، اداشناس سخن انہی احادیث سے جان سکتا ہے کہ اذان کس جماعت کے لئے بلاتی اور شرع اُس کی اجابت کیوں واجب فرماتی ہے مگر میں یہاں اصرح واوضح ذکر کروں حدیث حسن معاذ بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ اُوپر گزری جس میں ندا

سُن کر نہ حاضر ہونے پر حکمِ جفا وکفر ونفاق فرمایا گیا، طبرانی کے یہاں بطریق آخر یوں آئی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

حسب المومن من الشقاء والخیبة ان یسمع المؤذن یثوب بالصلاة فلا یجیبه۔[1]

مؤمن کو یہ بدبختی و نامرادی بہت ہے کہ مؤذن کو تکبیر کہتے سُنے اور اُس کا بلانا قبول نہ کرے۔ (ت)

اس روایت نے روایت سابقہ کی تفسیر کردی کہ وہاں بھی ندا سے یہی تکبیر مراد تھی فان الاحادیث یفسر بعضها بعضا وخیر تفسیر للحدیث مایستبین بجمع طرقه (احادیث ایک دوسرے کی تفسیر ہیں اور حدیث کی سب سے بہتر تفسیر وہ ہے جو اس حدیث کے تمام طرق کو جمع کرنے پر ہو۔ ت) بلکہ عند التحقیق احادیث ایجاب اجابت فعلیہ عند الاذان کا مرجع بھی اسی طرف کہ ہم نے رسالۂ مذکورہ میں احادیث و آثار ابوقتادہ وجابر بن عبداللہ وام المومنین وابوہریرہ وجابر بن سمرہ وامیر المومنین فاروق اعظم وعبداللہ بن عمر وابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ثابت کیا کہ یہ وجوب تا وقت اقامت موسع ہے اگرچہ قنیہ ومجتبی میں صراحۃً تضییق کی کہ جو اذان سُن کر تکبیر کے انتظار میں بیٹھا رہے بدکار و مردود الشہادۃ ہے۔ بحرالرائق میں ہے:

فی القنیة لو انتظر الاقامة لدخول المسجد فهو مسیئ۔[2]

قنیہ میں ہے اگر اذان سن کر دخولِ مسجد کیلئے اقامت کا انتظار کرتا رہا تو وہ گنہگار ہوگا (ت)

اُسی میں ہے:

فی المجتبی من کتاب الشهادة من سمع الاذان وانتظر الاقامة فی بیته لاتقبل شهادته۔[3]

مجتبی کی کتاب الشہادۃ سے ہے جو شخص اذان سن کر گھر میں اقامت کا انتظار کرتا ہے اس کی شہادت قبول نہیں۔ (ت)

غرض حدیث سے ثابت کہ جو تکبیر سُن کر حاضرِ جماعت نہ ہو اُسے بدبخت، نامراد، ظالم، اظلم، کافر، منافق فرمایا گیا۔ للہ انصاف! کیا تکبیر کسی مطلق جماعت کی طرف بلاتی ہے، کیا اس جماعت میں ملو نہ ملو ہر دعوت تکبیر کی اجابت ہوجاتی ہے، کیا اس میں حی علی الصلٰوۃ حی علی الفلاح کے یہ معنی ہیں کہ چاہے اس

---

[1] المعجم الکبیر مروی از معاذ بن انس رضی اللہ عنہ حدیث ۳۹۶ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۲۰/۱۸۳
[2] بحرالرائق بحوالہ القنیہ باب الامامۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۴۵
[3] " باب الاذان " " " ۱/۲۶۰

www.alahazratnetwork.org

نماز و فلاح میں حاضر ہو چکا ہے نہ آؤ اپنی الگ کرلینا شاید قد قامت الصلوٰۃ کا یہی مطلب ہوگا کہ یہ نماز تو کھڑی ہو ہی گئی اب اس میں آکر کیا کروگے تم اور کوئی بیٹھی ہوئی اٹھانا حاشا وکلا بلکہ تکبیر اسی جماعت کی طرف بلاتی اور اسی کی عدم حاضری پر وہ حکم ظلم و کفر و نفاق و شقاوت و خیبت ہے تو قطعاً حکم وجوب و تاکد کی مصداق یہی ماثور و معہود جماعت ہے۔

ثانیاً یہ توسیع تو ہمارے طور پر بھی اگر تصریح قنیہ و مجتبیٰ و تقریر بحر پر نظر کیجئے تو امر اظہر کہاں وہ تضییق کہ اذان کے بعد تکبیر کا انتظار بھی جائز نہیں، کہاں یہ توسیع شنیع کہ سرے سے جماعت اولیٰ میں حاضر ہونا ہی کچھ ضرور نہیں۔

ثالثاً روشن تر نص قاطع لیجئے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شانہ اطہر سے مسجد انور میں قریب[1] امامت جلوہ فرما ہوتے، ایک دن نماز عشاء[2] کو تشریف لائے جماعت[3] میں قلت دیکھی کچھ لوگ حاضر نہ پائے نہایت[4]

---

[1] ھذا ثابت فی غیر ھذا الحدیث من عدۃ احادیث صحاح اوردناھا فی حسن البراعۃ ۱۲ منہ رحمہ اللہ (م)

یہ بات اس حدیث کے علاوہ متعدد احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہے جنہیں ہم نے حسن البراعۃ فی تنفید حکم الجماعۃ میں ذکر کیا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ (ت)

[2] ھذا منصوص علیہ فی ھذا الحدیث عند مسلم فی صحیحہ و عند غیرہ ۱۲ منہ رحمہ اللہ

امام مسلم نے اپنی صحیح اور دیگر محدثین نے اسی حدیث میں اس بات پر تصریح کی ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ (ت)

[3] ھذا عند احمد وغیرہ من حدیث کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عند سراج فی مسندہ فی ھذا الحدیث۔ (م)

یہ حدیث امام احمد وغیرہ محدثین کے ہاں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور سراج کے ہاں مسند سراج میں بھی اسی حدیث کے تحت مذکور ہے۔ (ت)

[4] ھذا فی روایۃ السراج قال ثم خرج الی المسجد فاذا الناس عزون واذا ھم قلیلون فغضب غضبا شدیدا لا اعلم انہ رأیتہ غضب غضبا اشد منہ ثم قال لقد ھممت ان امر رجلا یصلی بالناس ثم اتتبع ھذہ الدور التی تخلف اھلوھا عن ھذہ الصلاۃ فاضرمھا علیھم بالنیران[1] (م)

یہ روایت سراج میں ہے، کہا: پھر آپ مسجد کی طرف تشریف لے گئے تو جو لوگ حاضر تھے وہ تھوڑے تھے آپ سخت غضب میں ہوگئے، میں نے آج تک آپ کو اتنا غضبناک کبھی نہیں دیکھا تھا، پھر فرمایا: میں ارادہ کرتا ہوں میں کسی آدمی کو حکم دوں جو جماعت کروائے پھر میں اُن گھروں کی طرف جاؤں جن کے اہل اس نماز میں حاضر نہیں ہوئے اور ان کو آگ سے جلادوں۔ (ت)

---

[1] عمدۃ القاری بحوالہ مسند سراج باب وجوب صلوٰۃ الجماعۃ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۵/۱۶۰

شدید غضب و جلال محبوبِ ذی الجلال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس سے ظاہر ہوا ارشاد فرمایا: خدا کی قسم میرے جی میں آتا ہے کہ مؤذن کو تکبیر کا حکم دوں پھر کسی کو امامت کے لئے فرماؤں پھر بھڑکتی ہوئی مشعلیں لے جاؤں اور اُن لوگوں پر اُن لوگوں کے گھر پھونک دوں جنھیں یہ اذان سُنے یہ وقت ہو گیا اب تک گھروں سے نماز کو

عـه فان قلت الیس فی نفس الحدیث مایدل ان الاولی لاتجب عینا والا لما ھم ھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یقیم الصلاۃ ثم ینصرف الیھم لاحراق بیوتھم۔

اگر آپ کہیں کہ کیا نفسِ حدیث میں ایسی کوئی چیز نہیں جو اس بات پر دلالت کر رہی ہو کہ پہلی (جماعت) واجب عینی نہیں ہے ورنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی کو جماعت قائم کرنے کا حکم دے کر اس (جماعت میں نہ حاضر ہونے والوں) کے گھروں کو جلانے کا ارادہ نہ کرتے۔

قلت ھذا السؤال قد اورد قبل علی الاحتجاج بالحدیث لوجوب الجماعۃ وقد تصدی العلماء لجوابہ قال العلامۃ البدر محمود العینی فی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری الثالث (ای من وجوہ الجواب عن حدیث الباب) ماقالہ ابن بزیزۃ عن بعضھم انہ استنبط من نفس الحدیث عدم الوجوب لکونہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھم بالتوجہ الی المتخلفین فلوکانت الجماعۃ فرض عین ماھم بترکھا اذا توجہ قال العینی ثم نظر فیہ ابن بزیزۃ بان الواجب یجوز ترکہ لما ھو اوجب منہ[1] اھ کلام العمدۃ۔

قلت (میں کہتا ہوں) پہلے یہی سوال اس حدیث سے وجوبِ جماعت پر استدلال کرنے پر وارد ہوا اور علماء اس کے جواب کے درپے ہوئے ہیں چنانچہ علامہ بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں لکھا تیسرا (یعنی حدیث باب پر اعتراض کے جوابات میں سے) جواب وُہ ہے جو ابن بزیزہ نے بعض محدثین کے حوالے سے ذکر کیا وہ یہ ہے کہ نفسِ حدیث سے عدمِ وجوب ثابت ہوتا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضر نہ ہونے والوں کی طرف جانے کا ارادہ کیا ہے اگر جماعت فرض عین ہوتی تو آپ اسے چھوڑ کر وہاں جانے کا ارادہ نہ کرتے۔ امام عینی کہتے ہیں پھر ابن بزیزہ نے اس کو یہ کہتے ہوئے محلِ نظر قرار دیا کہ بعض اوقات اہم واجب کی وجہ سے دوسرے کم درجہ واجب کو ترک کیا جاسکتا ہے[1] (عمدۃ القاری کی عبارت ختم ہوئی) (باقی بر صفحہ آئندہ)

---

[1] عمدۃ القاری باب وجوب صلوٰۃ الجماعۃ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۵/ ۱۶۴

www.alahazratnetwork.org

نہیں نکلتے ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اقول فلقد صح مثل ذلك عنه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فی الجمعة اخرج مسلم فی صحیحه عن عبد اللہ یعنی ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنه ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم قال لقوم یتخلفون عن الجمعة لقد هممت ان امر رجلا یصلی بالناس ثم احرق علی رجال یتخلفون عن الجمعة بیوتهم[1]

اقول علا ان عبد اللہ بن وهب روی الحدیث فی مسنده فقال حدثنا ابن ابی ذئب حدثنا عجلان عن ابی هریرة رضی اللہ تعالٰی عنه فذکر الحدیث وفیه لینتهین رجال من حول المسجد لایشهدون العشاء اولاحرقن بیوتهم[2] وقد قال فی حدیث سقناه عن الجامع الصحیح ثم اخذ شعلا من نار ولا نسلم ان بین ان یذهب بعد الاقامة بشعل قد اوقدت الی بیوت حول المسجد فیضرمها علیهم و بین الرجوع الی المسجد ما یوجب

اقول (میں کہتا ہوں) یہی بات صحت کے ساتھ رسالتمآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے نمازِ جمعہ کے بارے میں بھی ثابت ہے، امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جمعہ سے غیر حاضر لوگوں کے بارے میں فرمایا، میرا جی چاہتا ہے کہ میں کسی آدمی کو جماعت کا حکم دُوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ان لوگوں کے گھر جلا دُوں جو جمعہ سے غیر حاضر رہتے ہیں۔

اقول (میں کہتا ہوں) اس کے علاوہ عبد اللہ بن وہب نے اپنی مسند میں ذکر کیا کہ ہمیں ابن ابی ذئب نے انھیں عجلان نے انھیں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حدیث بیان کی پھر حدیث ذکر کی اس کے الفاظ یوں ہیں: مسجد کے پڑوسی ضرور باز آجائیں جو نمازِ عشا میں حاضر نہیں ہوتے، ورنہ میں ان کے گھر جلا دوں گا۔ اور اس حدیث میں جسے ہم نے جامع صحیح کے حوالے سے لکھا یہ بھی ہے، فرمایا پھر میں آگ کی مشعل لوں، اور ہم نہیں مانتے کہ درمیان اس کے کہ اقامت کے بعد آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مسجد کے ارد گرد لوگوں کے گھروں کو جلانے کیلئے مشعل لے کر جانا اور درمیان اس کے کہ مسجد کی طرف لوٹ آنا کوئی

(باقی بر صفحہ آئندہ)

www.alahazratnetwork.org

[1] صحیح مسلم باب فضل صلٰوۃ الجماعۃ وبیان التشدید فی التخلف عنہا مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/ ۲۳۲

[2] عمدۃ القاری بحوالہ مسند عبد اللہ بن وہب مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ مصر ۵/ ۱۶۰

البخاری عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیس صلاۃ اثقل علی المنافقین من الفجر والعشاء ولو یعلمون ما فیھما لاتوھما ولو حَبْوًا لقد ھممت ان اٰمر المؤذن فیقیم ثم اٰمر رجلا یؤم الناس ثم اخذ شعلا من نار فاحرق علی من لا یخرج الی الصلاۃ

البخاری، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقین پر فجر وعشا کی نماز سے بڑھ کر کوئی نماز بھاری نہیں۔ اگر انھیں ان کے درجہ وفضیلت کا علم ہوجائے تو وہ گھٹنوں کے بل ان کی ادائیگی کے لئے آئیں، میرا جی چاہتا ہے کہ میں مؤذن کو تکبیر کا کہوں اور کسی دوسرے کو جماعت کا حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں آگ کی مشعل لے کر ان پر پھینکوں جو نماز کے لئے ابھی تک گھروں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

تفویت الجماعۃ حتی یلزم الترک نعم یفوت الادراک من اول الصلاۃ وھو لیس الا فضیلۃ ربما یترک لاقل من ھذا اعنی السکینۃ فی المشی لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا سمعتم الاقامۃ فامشوا الی الصلاۃ وعلیکم بالسکینۃ والوقار فما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا[1] رواہ الشیخان وغیرھما عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ فسقط الاشکال راسا وللہ الحمد واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ (م)

زیادہ وقت ہے جو جماعت کو فوت کردیتا ہے حتی کہ ترک جماعت لازم آئے، ہاں اول نماز کا فوت ہونا لازم آتا ہے اور وہ فضیلت کے سوا کچھ بھی نہیں بعض اوقات اس سے بھی کم درجہ شئی کی بنا پر اعلٰی کو ترک کیا جاسکتا ہے، مثلاً جماعت کے لئے دوڑنے کی بجائے سکون سے چلنا چاہئے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا فرمان ہے جب تم اقامت سنو تو نماز کی طرف چلو دراں حال تم پر سکون ووقار لازم ہے جو حصہ نماز پالو اسے ادا کرو اور جو رہ جائے اسے پورا کرلو۔ اسے بخاری ومسلم وغیرہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے، تو اب اشکال سرے سے ختم ہوگیا وللہ الحمد واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

---

[1] صحیح بخاری باب ما ادرکتم فصلوا الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۸۸

www.alahazratnetwork.org

بعد[1] عہ

سے نہیں نکلے۔ (ت)

یہ حدیث صحیح نص صریح ہے کہ وقت اقامت تک مسجد میں حاضر نہ ہونا وُہ جرم قبیح ہے جس پر حضور اقدس صلوات اللہ تعالٰی وتسلیماتہ علیہ وعلٰی آلہ الکرام نے ان لوگوں کے جلا دینے کا قصد فرمایا، علماء فرماتے ہیں یہ ارشاد کہ تکبیر کہلوا کر نماز شروع کراؤں اُس کے بعد تشریف لے جاؤں اسی بنا پر تھا کہ اُن کی عدم حاضری ثابت اور الزام تخلف قائم ہولے اس کا منشا وہی تحقیق ہے جو ہم نے ذکر کی کہ ایجاب اجابت تا وقت اقامت موسع ہے۔ امام اجل ابوزکریا نووی رحمہ اللہ تعالٰی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں:

انما ھم باتیانھم بعد اقامۃ الصلاۃ لان بذلک یتحقق مخالفتھم و تخلفھم

اقامت نماز کے بعد آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ان کی طرف جانے کا ارادہ اس لئے ہے کہ یہ وہی

عہ قولہ بعد نقیض قبل مبنی علی الضم فلما حذف منہ المضاف الیہ بنی علی الضم وسمی غایۃ لانتھاء الکلام الیھا والمعنی بعد ان یسمع النداء الی الصلاۃ[2] اھ عمدۃ القاری **قلت** والنفی اذا لاقی زمانا استغرق جمیع اجزائہ فیمتد من بدء وقت المضاف الیہ الی اٰن التکلم ولذا یرجع حاصلہ فی امثال المقام الی قولک الی الاٰن تقول ما جاءنی بعد ای بعد ان ذھب الی ھذا الحین وھذا معنی قولہ سمی غایۃ لانتھاء الکلام الیھا ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (م)

قولہ "بعد" یہ "قبل کی نقیض" ہے یہ مبنی علی الضم ہے۔ کیونکہ جب اس کا مضاف الیہ محذوف ہو تو یہ مبنی علی الضم ہوتا ہے۔ کلام اس پر ختم ہونے کی وجہ سے اسے غایت بھی کہا جاتا ہے۔ الفاظِ حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو نماز کی اذان سُن کر نماز کے لئے نہیں آتے اھ عمدۃ القاری **قلت** (میں کہتا ہوں) جب نفی کسی زمانے پر طاری ہو تو تمام اجزاء کو محیط ہوگی تو اس کا احاطہ وقتِ مضاف الیہ کی ابتداء سے لے کر وقتِ تکلم تک ہوتا ہے اسی لئے ایسی عبارت کا معنی ایسے مقامات پر مثلاً "اب تک" ہوتا ہے مثلاً کوئی کہے ما جاءنی بعد یعنی وہ جانے کے بعد اس وقت تک نہیں آیا، اور جو انھوں نے کہا کہ اس پر انتہاءِ کلام کی وجہ سے اسے غایت کہا جاتا ہے اس کا معنی ومفہوم بھی یہی ہے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

---

[1] صحیح البخاری باب فضل صلاۃ العشاء فی الجماعۃ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۹۰

[2] عمدۃ القاری " " " " مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۵/۱۶۴

www.alahazratnetwork.org

فلیتوجہ اللوم علیہم[1] الخ   وقت ہے جب نہ آنے والوں کی عدم حاضری اور الزام تخلف ثابت ہوچکا جس کی وجہ سے وہ ملامت کے مستحق قرار پائے ہیں الخ (ت)

اقول یہاں سے واضح ہوگیا کہ ظاہر حدیث میں جو کلام قنیہ ومجتبٰی کی تائید نکلتی تھی ممنوع وساقط ہے معہذا شک نہیں کہ حضور مسجد بنفسہٖ عبادت مقصودہ نہیں بلکہ غرض شہود جماعت ہے اور قبل از اقامت فوتِ جماعت غیر معقول تو اقامت تک وجوب موسع ماننے سے چارہ نہیں مگر بات یہ ہے کہ اقامت تک تاخیر یا تو امام معین کو میسر جس کے بن آئے جماعت قائم ہی نہ ہوگی یا اُسے جس کا مکان مسجد سے ایسا ملاصق کہ تکبیر کی آواز اُس پر مخفی نہ رہے گی ان کے سوا اور نمازیوں کو انتظار اقامت کرنے کے کوئی معنی ہی نہیں کہ جب نہ تکبیر اُن پر موقوف نہ اُنھیں اس کی آواز آئے گی تو کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں ایسوں کو اُسی وقت تک تاخیر روا جب تک تفویت کا خوف نہ ہو حدیث ایسے ہی لوگوں پر محمول اور ممکن کہ کلام قنیہ ومجتبٰے بھی اسی معنی پر حمل کریں فیحصل التوفیق وباللہ التوفیق۔

رابعًا اگر بفرض باطل یہ احکام مطلق جماعت کے ہوتے کہ اولٰی وثانیہ دونوں جس کے فرد کو واجب تھا کہ بعد فوت اولٰی ثانیہ بالتعیین واجب ومؤکد ہوتی کہ اب برأت ذمہ اسی فرد میں منحصر ہوگئی حالانکہ ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو بعد فوت اولٰی وجوب درکنار نفس جواز ثانیہ میں نزاع عظیم ہے ظاہر الروایہ منع وکراہت ہے[عہ] اگرچہ ماخوذ ومختار جواز ہے جبکہ بے اعادہ اذان ہیأۃ اولٰی بدل کر ہو کمابیناہ فی فتاونا بما یقبل المنصف وانکابر المتعسف (جیسا کہ ہم نے اپنے فتاوٰی میں اس کی تفصیل بیان کردی ہے جسے منصف قبول اور متعسف مخالفت کریگا ت) امام اجل ظہیر الدین مرغینانی رحمہ اللہ تعالٰی اپنے فتاوٰی میں فرماتے ہیں:

لودخل جماعۃ المسجد بعد ما یصلی فیہ اھلہ یصلون وحدانا وھو ظاھر الروایۃ۔[2]   اگر کچھ آدمی کسی ایسی مسجد میں داخل ہوئے کہ وہاں کے لوگ باجماعت نماز ادا کرچکے تھے تو اب تنہا تنہا پڑھیں اور یہی ظاہر روایت ہے۔ (ت)

عہ یہاں کلام علی ماھو المشہور بین کثیر من الناس ہے فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ پر کراس کی تحقیق جمیل توفیق و جلیل تطبیق فائض ہوئی خاص اسباب میں تحریر فقیر سے دیدنی ۱۲ منہ رحمہ اللہ (م)

---

[1] شرح مسلم للنووی مع صحیح مسلم باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ زیر حدیث مذکور مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/۲۳۲

[2] رد المحتار بحوالہ فتاوٰی ظہیریہ مطلب فی تکرار الجماعۃ فی المسجد مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۴۰۹

www.alahazratnetwork.org

وبعبارۃ اخرٰی جس جماعت کو علماء واجب یا سنتِ موکدہ کہتے ہیں اُس کا تاکد متفق علیہ ہے اور ثانیہ کا بعد فوت اولٰی بھی نفس جواز مختلف فیہ تو ثانیہ کسی وقت اُس جماعت سے نہیں جس کا حکم وجوب تاکد ہے لیکن ثانیہ دائما مطلق جماعت کی فرد ہے تو لاجرم یہ احکام مطلق اصولی کے نہیں بلکہ خاص اولٰی کے ہیں وھو المطلوب (اور مطلوب یہی تھا۔ ت) ردالمحتار میں ہے:

قد علمت ان تکرارھا مکروہ فی ظاھر الروایۃ الا فی روایۃ عن الامام وروایۃ عن ابی یوسف عـہ کما قدمناہ قریبا وسیأتی ان الراجح عند اھل المذھب وجوب الجماعۃ وانہ یاثم بتفویتھا اتفاقا۔[1]

آپ نے جانا کہ جماعت کا تکرار ظاہر روایت میں مکروہ ہے مگر امام صاحب سے ایک روایت اور امام ابویوسف سے ایک روایت میں مکروہ نہیں جیسا کہ ہم نے ابھی پہلے بیان کیا اور عنقریب آرہا ہے کہ اہل مذہب کے ہاں راجح وجوب جماعت ہے اور جماعت کو فوت کرنے والا بالاتفاق گنہگار ہے (ت)

بھلا وہ کیا چیز ہے جس کی تفویت بالاتفاق گناہ ہے، ثانیہ کو تو اسی عبارت میں روایت مشہورہ پر مکروہ بتا رہے ہیں لاجرم وہ اولٰی ہی ہے تو ثانیہ کے اعتماد پر اسے فوت کرنا بالاتفاق گناہ ہے اور گناہ کی اجازت دینی اُس سے بھی بدتر۔

www.alahazratnetwork.org

وبعبارۃ ثالثۃ وہی علماء کہ جماعتِ ثانیہ کو مکروہ بتاتے ہیں وجوب وتاکد جماعت کی تصریح فرماتے ہیں کما لایخفی علی من تتبع کلمات القوم وقد علمت الخلف والوفاق (جیسا کہ ہر اس شخص پر واضح ہے جو فقہاء کی عبارات سے آگاہ ہے اور تو اس میں اختلاف واتفاق کو جانتا ہے۔ ت) اور وجوب و تاکد کا کراہت سے اجتماع بمعنی نہی عن الفعل یا ندب ترک بعد حصول المتاکد یقینا محال اگرچہ بمعنی المطلوب المطلوب الدفع قبل الحصول ومطلوب الفعل بعد الحصول ممکن اور شک نہیں کہ یہاں اجتماع ہوگا تو بمعنی اول فاعرف وافھم ان کنت تفھم بالیقین (اسے پہچان کر اچھی طرح سمجھ لے اگر توفیق کو پانے والا ہے۔ ت) وہ حکم اجماعی ایسی ہی جماعت کا ہے جو ثانیہ کو شامل نہیں ورنہ قول مشہور نہ صرف مہجور بلکہ قول بالمحال اور معاذ اللہ

عـہ قلت وروایۃ عن محمد کما فی البحر والمجتبی والحلیۃ وغیرھا ۱۲ منہ (م)

میں کہتا ہوں امام محمد سے بھی ایک روایت یہی ہے جیسا کہ بحر، مجتبٰی، حلیہ اور دیگر کتب میں ہے ۱۲ منہ (م)

---

[1] ردالمحتار مطلب فی کراہت تکرار الجماعۃ فی المسجد مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۲۹۱

قانونِ عقل وتمیز سے دُور ہوگا وای شناعۃ اشنع من ذٰلک (یعنی اس سے بڑھ کر بدبختی کیا ہوگی۔ت)

خامساً ایک بدیہی بات، سنیت کاہے سے ثابت ہوتی ہے مواظبت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مطلقاً یا مع الترک احیاناً اور وجوب کو کیا چاہئے انکار اعلی الترک بھی یا صرف مواظبت دائمہ، اب دیکھ لیا جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کس جماعت پر مواظبت فرمائی اور کس کے ترک پر نکیر آئی، ظاہر ہے کہ وہ جماعت اُولٰی ہی تھی تو وجوب یا استنان موکد اُسی کا حکم ہے نہ مطلق ثانیہ کا۔

تنبیہ احکام افراد جانب مطلق سرایت کرتے شبہہ نہیں مگر وہ مطلق مطلق منطقی ہے جس کے تحقق کو تحقق فردِ واحد اور اس پر صدق حکم کو صدق علی فردٍ ولو علی خلاف سائر الافراد کافی[عہ] و لہٰذا بتضاد احکام افراد مورد احکام متضاد ہوتا ہے بایں معنی مطلق جماعت بیشک فرض واجب سنّت مستحب مباح مکروہ حرام سب کچھ ہے کہ جماعتِ جمعہ وجماعتِ پنجگانہ وجماعتِ کسوف وجماعتِ وتر رمضان وجماعتِ نوافل بلاتداعی و بتداعی وجماعت ظہر فی المصر یوم الجمعہ وغیرہ سب کو شامل، اس معنی پر حکم فرد کی مطلق سے نفی دو بار قول بالمتناقضین ہے لثبوتہ ونفیہ کلیھما والمطلق کلیھما (ثبوت ونفی دونوں میں اور دونوں کے دونوں مطلق ہیں۔ت) کلام اس میں نہیں مطلق اصولی یعنی فرد شائع یا ماہیت متقررہ فی ای فردٍ کان میں کلام ہے اس کی طرف احکام خاصہ فرد دون فرد ہرگز ساری نہیں ہوسکتے اور جو حکم اس کے لئے ثابت وہ ہر فرد کو ثابت مالم یمنع مانع (جب تک کوئی مانع نہ پایا جائے۔ت) یہ نکتہ ضروری الحفظ ہے کہ اس سے غفلت باعث غلط وشطط ہوتی ہے

وقد حققہ تاج المحققین خاتمۃ المدققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد فی کتابہ المسماۃ "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" واللّٰہ الھادی الٰی سبیل الرشاد۔

تاج المحققین خاتم المدققین ہمارے سردار والدِ گرامی قدس سرہٗ نے اس کی تحقیق اپنی کتاب "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" میں کی ہے اور اللہ تعالٰی ہی سیدھے راہ کی ہدایت دینے والا ہے (ت)

عہ لانہ ان اثبت للفرد فقد اثبت للمطلق بحکم السرایۃ لکنہ اثبت للفرد فاثبت للمطلق وقد نفی عنہ لکنہ لم یثبت للمطلق فلم یثبت للفرد وقد اثبت لہ ۱۲ منہ (م)

اس لئے کہ اگر کسی فرد کے لئے ثابت کیا تو وہ حکم سرایت کی وجہ سے مطلق کے لئے بھی ثابت ہوجاتا ہے لیکن جب اس نے فرد کے لئے ثابت کیا تو گویا مطلق کیلئے بھی ثابت کردیا حالانکہ اس نے اس سے نفی کردی لیکن جب مطلق کے لئے ثبوت نہیں تو فرد کے لئے بھی ثابت نہیں حالانکہ اس نے مطلق کے لئے ثابت کیا ہے[۱۲ منہ] (ت)

بالجملہ نہ جماعت اُولیٰ پر ترجیح تہجد وجہ صحت رکھتی ہے نہ حکمِ وجوب و تاکد جماعت اولیٰ سے متعدی ہے نہ باعتماد ثانیہ ترک اولیٰ کی اجازت ہو سکتی ہے نہ ہرگز اولیٰ و ثانیہ کا ثواب مساوی ہے بلکہ باعتماد ثانیہ تفویت اولیٰ گناہ قطعی اجماعی ہے، ہاں مسجد اگر مسجدِ شارع ہو یعنی اُس کے لئے کوئی جماعت معلوم معین نہیں جیسے بازاروں کی مسجدیں کہ کسی خاص محلہ وگروہ سے مختص نہیں کچھ راہ گیر آئے پڑھ گئے کچھ پھر آئے وہ پڑھ گئے، یوں ہی متفرق گروہ آتے اور پڑھتے جاتے ہیں تو وہاں اس قول کی گنجائش ہے کہ ایسی مساجد کی ہر جماعت جماعت اولیٰ ہے،

فان الاولی الناھیۃ عن الثانیۃ مطلقا او بشرطہ ھی ما فعلھا اھل المسجد باذان جھرا واقامۃ حتی لو ان مسجدا من مساجد الحی اتاہ قوم من غیر اھلہ فاذنوا واقاموا وصلوا جماعۃ کان لاھلہ ان یصلوا جماعۃ من دون حاجۃ الی العدول عن المحراب لان الحق لھم فلا یبطل بفعل غیرھم کما نصوا علیہ ومساجد الشوارع لا اھل لھا معینا فلا یتحقق فیھا الاولی بالمعنی المذکور بل الکل اولی اذ لیس بعض من بعض باولی۔

کیونکہ پہلی جماعت دوسری سے ہر حال میں روکنے والی ہے یا اس شرط کے ساتھ کہ پہلی جماعت اہلِ محلہ نے بلند اذان واقامت کے ساتھ ادا کی ہو حتی کہ اگر غیر محلہ کے لوگ کسی محلہ کی مسجد میں آئے اور اُنھوں نے اذان دی اقامت کہی اور جماعت کرائی تو اب اہلِ محلہ محراب تبدیل کئے بغیر جماعت کروانے کا حق رکھتے ہیں کیونکہ جماعت کرنے کا حق ان کا ہے تو غیر کی جماعت کی وجہ سے ان کا حق باطل نہیں ہو سکتا جیسا فقہانے اس کی تصریح کی ہے، اور راستے کی مساجد میں کوئی اہل جماعت متعین نہیں ہوتی لہذا باعتبار معنی مذکور کے ایسی مساجد کی کوئی ایک جماعت اُولیٰ نہ ہوگی بلکہ ہر ایک اُولیٰ ہوگی کیونکہ وہاں بعض بعض سے اُولیٰ نہیں ہوتے۔ (ت)

ولہذا ہر گروہ کہ آتا جائے اپنی اپنی جدا اذان واقامت سے جماعت کرے

کما فی رد المحتار عن خزائن الاسرار عن امالی الامام قاضیخان وفی خانیتہ مسجد لیس لہ موذن وامام معلوم ویصلی الناس فیہ فوجا فوجا فان الافضل ان یصلی کل فریق باذان واقامۃ

جیسا کہ ردالمحتار میں خزائن الاسرار سے امالی قاضیخان سے اور انہی کے فتاوٰی خانیہ کے حوالے سے ہے ہر وہ مسجد جہاں کوئی مؤذن وامام مقرر نہ ہو وہاں لوگ مسجد میں گروہ در گروہ نماز ادا کریں کیونکہ افضل یہ ہے کہ ہر گروہ اذان واقامت کے ساتھ

www.alahazratnetwork.org

علی حدۃ اھ[1] وفی الشامیۃ عن المنبع اما مسجد الشارع فالناس فیہ سواء لااختصاص لہ بفریق دون فریق اھ[2]

الگ الگ نماز پڑھے اھ اور فتاوٰی شامی میں منبع سے ہے رہا معاملہ مسجدِ شارع کا تو اس میں تمام لوگ برابر ہوتے ہیں اس میں کسی ایک فریق کو تخصیص حاصل نہیں ہے اھ (ت)

الحمدللہ کلام اپنے ذروۂ اقصٰی کو پہنچا اور حکم مسائل نے غایت انجلا پایا ھکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق (تحقیق کا تقاضا یہی تھا اور اللہ تعالٰی ہی توفیق کا مالک ہے۔ ت) روشن رہے کہ فقیر غفراللہ تعالٰی لہ کو کسی کے کلام پر اخذ مقصود نہیں بلکہ صرف اظہارِ حق و ادائے واجب اکد واحق کہ بعد سوال اعانت جواب و ابانت صواب اہم واجباتِ شرعیہ سے ہے جس پر ہم سے حضور پُرنور خاتم النبیین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عہد واثق لیا۔

اللھم اجعلنا من المفلحین و لعھد نبیك من الموفین علیہ وعلٰی اٰلہ الصلوۃ و التسلیم ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم۔

اے اللہ! ہمیں کامیاب ہونے والوں میں سے کر دے اور اپنے نبی علیہ وعلٰی آلہ الصلوۃ والتسلیم کے ساتھ عہد الفاء کرنے والا بنا دے۔ اے ہمارے رب! ہماری طرف سے قبول فرما بیشک تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے (ت)

الحمدللہ کہ یہ ضروری و موجز جواب کاشف صواب فرصت اختلاصی کے چند متفرق جلسوں میں ۲۴ صفر ۱۳۱۲ ہجریہ روز جان افروز دوشنبہ کو وقت اشراق مہر مشرق سمائے ختام و بلحاظ تاریخ بدر ختم القلادۃ المرصعۃ فی نحر الاجوبۃ الاربعۃ اس کا پورا نام ہوا و اٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوۃ و السلام علٰی سید المرسلین محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین اٰمین واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ احکم۔

---

[1] ردالمحتار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۰۸
فتاوٰی قاضی خاں فصل فی المسجد مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱۶/ ۳۲
[2] ردالمحتار باب الامامۃ ” مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۰۹

www.alahazratnetwork.org